عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۷ تا ۱۴؍ جمادی الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍ دسمبر ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۴۶

سالانہ
ختمِ نبوّت اجتماع
صوابی

مُبارک ثانی کیس
سپریم کورٹ کا تاریخی فیصلہ

قادیانیوں سے 35 سوالات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

شوہر کے انتقال کی صورت میں بچوں کا حقِ پرورش

س:...... میرے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، دو بیٹے شادی شدہ ہیں اور ان کی بیویاں سگی بہنیں ہیں، چھوٹے بیٹے کی چار بیٹیاں ہیں، جن کی عمریں بالترتیب ساڑھے گیارہ سال، نو سال، ساڑھے چھ سال اور چار سال ہیں۔ اب اس بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے۔ میری بیوہ بہو نے عدت کے بعد بھی ایک سال ہمارے ساتھ گزارا، اسکول کی چھٹیوں میں بچیوں سمیت اپنے میکے کراچی چلی گئی، واپس نہیں آئی۔ اب کہتی ہے کہ میری بھابیاں کہتی ہیں آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ سنا ہے کہ اس کے بھائی اس کی کہیں شادی کررہے ہیں۔ اس صورت حال میں ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا دادا، تایا یا چچا کو ان بچیوں کی پرورش کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ یا پھر ماموں اور خالاؤں کو حقِ پرورش ہے؟ شریعت کے احکامات کی روشنی میں راہنمائی فرمائی جائے۔

ج:...... واضح رہے کہ شوہر کا انتقال یا اس کے طلاق دے دینے کے بعد بچوں کی پرورش کا حق ماں کے پاس ہی رہتا ہے۔ لڑکا سات سال کی عمر تک اور لڑکی نو سال کی عمر تک ماں کی پرورش میں رہے گی۔ اس دوران باپ کو یا دادا کو مناسب مدت میں اپنے بچوں سے ملنے کی اجازت ہوگی۔ ماں کو یا کسی دوسرے شخص کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ بچوں سے ملنے اور ملاقات کرنے سے روک دیں اور بچوں کی پرورش کا خرچ باپ دادا کے ذمہ لازم ہے۔ مدت پرورش پوری ہوجانے پر باپ یا دادا کے لئے بچوں کو اپنی کسٹڈی میں لینے کی شرعاً اجازت ہے، خواہ ماں راضی ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اب تعلیم و تربیت اور اس کے بعد بچوں کے نکاح کی ذمہ داری ان پر ہے اور یہ بچوں کے ولی ہیں، ان کی مرضی سے ہی نکاح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر مدت پرورش کے دوران ہی ماں بچوں کے کسی غیر محرم سے نکاح کرلیتی ہے تو ایسی صورت میں اس کا حقِ پرورش ساقط ہوجاتا ہے، اب یہ حق نانی کو یا دادی کو حاصل ہوجاتا ہے، اگر یہ نہ ہوں تو خالہ کو اگر وہ بھی نہ ہو تو پھر پھوپھی کو منتقل ہوجاتا ہے اور پرورش کے اخراجات بدستور باپ، دادا کے ذمہ ہی رہیں گے۔ اگر یہ لوگ موجود نہ ہوں تو پرورش کے اخراجات بچوں کے اولیاء کے ذمہ ہوں گے، جیسے: تایا، چچا وغیرہ۔ کیونکہ باپ دادا کے بعد یہی ولی ہوں گے اور بچوں کی مدت پرورش مکمل ہونے پر ان کی کسٹڈی بھی ان کے حوالہ ہوگی۔ اس تفصیل کے بعد اب آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ کے بیٹے کے انتقال کے بعد اس کی بیٹیاں یعنی آپ کی پوتیاں اب آپ کی کفالت اور ذمہ داری میں ہیں اور ان کی پرورش کے اخراجات آپ کے ذمہ ہیں۔ دو پوتیاں آپ کی بڑی ہیں، ان کی کسٹڈی شرعاً لے سکتے ہیں۔ دو پوتیاں چھوٹی عمر کی ہیں وہ ماں کے پاس رہیں گی، اگر ان کی ماں بچیوں کے غیر محرم سے نکاح کرلیتی ہے تو شرعاً اس کا حق پرورش ساقط ہوجائے گا، ایسی صورت میں یہ حق آپ کی بہو جو کہ ان بچیوں کی سگی خالہ بھی ہے، اس کو مل جائے گا کیونکہ بچوں کی نانی،

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ ۔ ۷ تا ۱۴ ؍ جمادی الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ؍ دسمبر ۲۰۲۴ء ۔ شمارہ: ۴۶

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اعزاز.....	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
مبارک ثانی کیس.... تاریخی فیصلہ	۸	ادارہ
اکابرین ملت و مبلغین ختم نبوت کو سلام	۱۲	مولانا قاضی احسان احمد
فکرِ شیخ الہندؒ.... تحریکِ عزیمت (۲)	۱۴	حضرت مولانا محمد زاہد انور مدظلہ
ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ کا وصال	۱۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حیات عیسیٰ علیہ السلام... سوالات و جوابات	۱۹	مولانا عبدالحکیم نعمانی
قادیانیوں سے 35 سوالات	۲۱	مرسلہ: مولوی قاضی محمد
سالانہ ختم نبوت اجتماع، ضلع صوابی	۲۲	شعبہ نشر و اشاعت
میرے بڑے بھائی قاضی امتیاز احمد مرحوم	۲۵	مولانا قاضی احسان احمد

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ   ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۱۰۴   فصل:... ۳ہجری کے واقعات

۱۹:....اسی سال غزوۂ حمراء الاسد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور شاعر ابی عزہ عمرو بن عبداللہ الجمحی کے حق میں ارشاد فرمایا تھا: ’’مؤمن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔‘‘

اس کا قصہ یہ ہے کہ شاعرِ مذکور پہلے غزوۂ بدر میں قید ہوا تو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میں بہت ہی فقیر ومحتاج اور عیال دار ہوں، چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں، آپ اَزراہِ اِحسان مجھے بلامعاوضہ رہا کردیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رہا کردیا اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کافر کی مدد کو نہیں آئے گا۔ یہ رہا ہوکر مکہ آیا، عہد شکنی کی اور جنگِ اُحد میں دوبارہ مشرکین کی مدد کو آیا۔ بدقسمتی سے یہاں بھی قید ہوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ وہی درخواست کی، ایک بار پھر اِحسان کردیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اب میں تجھے موقع نہیں دُوں گا کہ تو مکہ جاکر کہے کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دوبارہ فریب دے دیا‘‘ چنانچہ اس کے قتل کا حکم فرمایا اور اِرشاد فرمایا: ’’مؤمن ایک سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا‘‘ یہ ارشاد ان جامع کلمات میں سے ہے جو سب سے پہلے آپ ہی کی زبان مبارک سے سنا گیا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

تنبیہ:....یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ ابوعزہ دوبارہ جنگِ اُحد میں قید ہوا، بعض کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے، مگر بعض میں یہ ہے کہ اس کا دوبارہ قید ہونا غزوۂ حمراء الاسد میں ہوا، جو غزوۂ اُحد کے بعد متصل ہوا تھا، جیسا کہ عنقریب آتا ہے، بظاہر وہ درحقیقت غزوۂ حمراء الاسد ہی میں قید ہوا تھا اور غزوۂ اُحد کی طرف اس بنا پر منسوب کردیا گیا کہ یہ دونوں غزوات متصل ہوئے تھے، واللہ اعلم!

۲۰:....اسی سال غزوۂ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُوپر نیچے دو زرہیں زیبِ تن فرمائیں۔

۲۱:....اسی سال غزوۂ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’اِرْمِ سَعْدُ! فِدَاکَ أَبِیْ وَأُمِّیْ۔‘‘

ترجمہ:....’’سعد! تیر پھینکو، میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔‘‘

کہا جاتا ہے کہ ’’میرے ماں باپ تجھ پر قربان‘‘ کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بھی فرمائے تھے، ان دو کے علاوہ کسی تیسرے کے لئے یہ الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔

۲۲:....اسی سال غزوۂ اُحد میں، صحیح تر قول کے مطابق، اور بقولِ بعض ۲ھ میں غزوۂ بدر میں، حضرت قتادہ بن نعمان الاوسی رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہوگئی تھی اور اپنی جگہ سے نکل کر رُخسار پر آرہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ان کی آنکھ بند کی اور لعابِ مبارک لگایا تو اسی وقت ٹھیک ہوگئی، یہاں تک کہ یہ پہچان نہیں ہوسکتی تھی کہ کون سی آنکھ زخمی ہوئی تھی۔ اس معجزے کا ذکر ۲ھ میں گزر چکا ہے، چونکہ اس کے زمانۂ وقوع میں اختلاف ہے اس لئے دونوں جگہ ذکر کردیا گیا۔

۲۳:....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ جنگِ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھجور کی چھڑی مرحمت فرمائی جو ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی، پس یہ تلوار ’’العرجون‘‘ کہلاتی تھی اور یہ ایک دُوسرے کے ہاتھ منتقل ہوتی رہی، یہاں تک کہ بغا ترکی نے اسے دوسو دینار میں خرید لیا۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اعزاز

اور مبلغین ختم نبوت کا استقلال

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

۴۳ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں راقم الحروف کو عشا کے بعد کی نشست میں حاضرین مجلس کے سامنے چند باتیں کرنے کا موقع ملا، ان باتوں کو تحریر کر کے میرے رفیق مولوی محمد قاسم سلمہٗ نے مجھے دکھلایا، یہ باتیں قارئین ہفت روزہ ختم نبوت تک پہنچانے کے لیے بطورِ اداریہ شامل اشاعت کی جارہی ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت اس کام پر لگائی ہے کہ وہ دنیا میں چل پھر کر ایسی جگہوں کو تلاش کرتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ کے دین کی بات ہورہی ہو، جہاں قرآن کریم کی تلاوت ہورہی ہو، تو ایک جماعت جب ایسی مجلس کو پالیتی ہے تو وہ دوسرے فرشتوں کو بلاتی ہے، وہ سب آجاتے ہیں اور اس مجلس میں شریک ہوتے ہیں۔ یہاں آپ اور میں جس طرح موجود ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی یہاں موجود ہیں اور ہم سے زیادہ موجود ہیں، اور یہاں سے پھر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش ہوتے ہیں، باوجود اللہ تعالیٰ کے جاننے کے، اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتے ہیں: کہاں سے آئے ہو؟ تو وہ فرشتے ایسی جگہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہورہا ہو، دین کی بات ہورہی ہو، اس کی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ لمبی حدیث ہے، مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ اخیر میں فرماتے ہیں کہ: ”فرشتو! گواہ رہو، میں نے سب کی بخشش کردی ہے۔“ مکمل حدیث پاک اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: ”إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا، يَتَّبِعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ، حَتّٰى يَمْلَئُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ، مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُهَلِّلُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ، وَيَسْأَلُونَكَ. قَالَ: وَمَاذَا يَسْأَلُونِي؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: لَا، أَيْ رَبِّ. قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ. قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونَنِي؟ قَالُوا: مِنْ نَارِكَ، يَا رَبِّ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ. قَالَ: فَيَقُولُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا. قَالَ: فَيَقُولُونَ: رَبِّ، فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ، إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ

مَعَهُمْ. قَالَ : فَيَقُولُ : وَلَهُ غَفَرْتُ ، هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ۔ ‘‘(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل مجالس الذکر)

ترجمہ:’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:’’اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو (اللہ کی زمین میں) چکر لگاتے رہتے ہیں، وہ اللہ کے ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے ہیں، جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں (اللہ کا) ذکر ہوتا ہے تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں، وہ ایک دوسرے کو اپنے پروں سے اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ اپنے اور دنیا کے آسمان کے درمیان (کی وسعت کو) بھر دیتے ہیں۔ جب (مجلس میں شریک ہونے والے) لوگ منتشر ہوجاتے ہیں تو یہ (فرشتے) بھی اوپر کی طرف جاتے ہیں اور آسمان پر چلے جاتے ہیں، کہا: تو اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والا ہے: تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہم زمین میں (رہنے والے) تیرے بندوں کی طرف سے (ہوکر) آئے ہیں جو تیری پاکیزگی بیان کررہے تھے، تیری بڑائی کہہ رہے تھے اور صرف تیرے ہی معبود ہونے کا اقرار کررہے تھے اور تیری حمد وثنا کررہے تھے اور تجھی سے مانگ رہے تھے، فرمایا: وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ انہوں نے کہا: وہ آپ سے آپ کی جنت مانگ رہے تھے۔ فرمایا: کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا: پروردگار! (انہوں نے) نہیں (دیکھی)، فرمایا: اگر انہوں نے میری جنت دیکھی ہوتی کیا ہوتا! (کس الحاح وزاری سے مانگتے!) وہ کہتے ہیں: اور وہ تیری پناہ مانگ رہے تھے، فرمایا: وہ کس چیز سے میری پناہ مانگ رہے تھے؟ انہوں نے کہا: تیری آگ (جہنم) سے، اے رب! فرمایا: کیا انہوں نے میری آگ (جہنم) دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا: اے رب! نہیں (دیکھی)، فرمایا: اگر وہ میری جہنم دیکھ لیتے تو (ان کا کیا حال ہوتا!) وہ کہتے ہیں: وہ تجھ سے گناہوں کی بخشش مانگ رہے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے ان کے گناہ بخش دیے اور انہوں نے جو مانگا میں نے انہیں عطا کردیا اور انہوں نے جس سے پناہ مانگی میں نے انہیں پناہ دے دی۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: وہ (فرشتے) کہتے ہیں: پروردگار! ان میں فلاں شخص بھی موجود تھا، سخت گناہ گار بندہ، وہاں سے گزرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا۔‘‘

یہ حدیث میں نے اس پر سنائی کہ آپ یہاں آئے اور یہاں بیٹھے ہیں تو آپ کو کیا مل رہا ہے! اس حدیث کی روشنی میں جواب ہوگا کہ یہاں سے آپ کو بخشش کا پروانہ مل رہا ہے۔ آپ کا گھر سے چل کر یہاں آنا، یہاں رہنا اور یہاں سے واپس جانا، ایک ایک قدم اللہ کے ہاں لکھا گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ آخرت میں اجر عطا فرمائے گا۔

علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری موجود ہیں، ستمبر ۲۰۲۲ء میں ختم نبوت کانفرنس کراچی میں بیان کرتے ہوئے انہوں نے یہ بات فرمائی تھی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اعزاز ہے کہ تسلسل کے ساتھ اس مسئلے کو لے کر چل رہے ہیں۔ وقتی طور پر کسی کام کو کرلینا اور پھر خاموش بیٹھ جانا، یہ کام کرنا نہیں ہوتا۔ کام کرنا یہ ہے کہ ہمیشہ اس کام میں آدمی لگا رہے، اس کی فکر میں لگا رہے۔ آج اس جماعت کے جتنے حضرات یہاں موجود ہیں، یہ مبلغین ہیں، کہاں کہاں جاتے ہیں، قریہ قریہ، نگر نگر، دور دراز کی بستیوں اور دیہاتوں میں جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ ہمارے میرپور خاص کے مبلغ حضرت مولانا مختار احمد صاحب نے دعوت دی، جہاں ۱۸ قادیانی مسلمان ہوئے، کہاں تھے؟ چلیے ہم کراچی سے اور ایک جھڈو شہر ہے، اندرون سندھ میں وہاں گاڑی چھوڑی، موٹر سائیکل پر بیٹھ کر آگے چلے، پھر جھاڑیاں آگئیں، وہاں اسکوٹر بھی نہیں جاسکتا تھا، میرے ساتھ حضرت مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی (جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے شعبہ تخصص کے نگران اور استاذ) تھے، وہاں ۱۸ قادیانی کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور آج تک

ختم نبوت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ یہ میں نے صرف ایک مثال دی ہے۔

ہمارے یہ مبلغین کتنی محنت کرتے ہیں! ایک ایک مبلغ دو دو تین تین اضلاع میں جاتا ہے، کہیں درس دیتا ہے، کہیں ملاقات کرتا ہے، کہیں کسی قادیانی فتنے کی روک تھام کی کوشش کرتا ہے۔ ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے کہ آج کے دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان اکابر کے ساتھ جوڑا ہے کہ جن کو ہر دم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کی فکر لگی ہوئی ہے۔ یہ ہمارے لئے بڑا اعزاز ہے۔ ہمارے اکابرین اخلاص، محنت، جدو جہد کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

ہمارے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد سے اس کام میں لگے، آج ہڈیاں بھی بوڑھی ہوگئی ہیں اور آج بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کا جذبہ لے کر چل رہے ہیں۔ خود بھی فکر مند ہوتے ہیں، پاکستان میں موجود مختلف سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو بھی فکر مند کرتے رہتے ہیں۔ ایک آدمی تمام جماعتوں کو جوڑ رہا ہے، اپنے ساتھ لے کر چل رہا ہے۔ ہمیں ان اکابر کی عزت کرنی ہے، اس جماعت کے ساتھ جڑنا ہے اور ان سے یہ سبق لینا ہے۔ ہمیں بھی یہ فکر اپنے اندر پیدا کرنی ہے۔ یہاں سے آپ فکر لے کر جائیں اور اپنے علاقہ میں فکر مند رہیں۔ اگر ایک شہر میں ختم نبوت کے تحفظ کے لیے تین آدمی بھی متوالے دیوانے کھڑے ہو جائیں تو اس پورے شہر میں کوئی قادیانی پر نہیں مار سکتا ان شاء اللہ! اگر کوئی قادیانی سازش کرتا ہے تو ہم مسلمانوں کی غفلت و سستی کی وجہ سے کرتا ہے۔ اپنے اندر بیداری پیدا کریں، اس کام سے اعلیٰ کوئی کام نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے اکابر فرماتے ہیں اور ہمیں یہ سبق پڑھا گئے ہیں کہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے تحفظ کا کام ہے۔ باقی جتنے کام ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ہیں۔ ذات محفوظ ہو تو صفات محفوظ رہیں گی۔ اگر ذات محفوظ نہیں تو صفات بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ ایک اور حدیث سنا دیتا ہوں، جو ”مشکوٰۃ شریف“ کے باب ”ثواب هذه الامة“ میں موجود ہے، وہ یہ کہ:

”عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي آخِرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوَّلِهِمْ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُونَ أَهْلَ الْفِتَنِ۔“ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي ”دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ“ (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب ثواب هذه الامة، الفصل الثالث)

ترجمہ: ”عبدالرحمٰن بن العلاء حضرمیؒ بیان کرتے ہیں، مجھے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”اس امت کے آخر میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے لیے ان کے پہلے لوگوں کا سا اجر ہوگا، وہ نیکی کا حکم کریں گے، برائی سے منع کریں گے اور وہ فتنے والوں سے قتال کریں گے۔“ امام بیہقی نے اس حدیث کو ”دلائل النبوۃ“ میں روایت کیا ہے۔“

یعنی حضرت ابن علاء حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے اس نے سنائی جس نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرمایا کہ ایک قوم آخری زمانے میں آئے گی، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو اجر و ثواب پہلوں کے برابر عطا فرمائے گا۔ تین کام کرے گی:

”۱۔۔۔امر بالمعروف، ۲۔۔۔نہی عن المنکر، ۳۔۔۔فتنہ پرور لوگوں کے ساتھ مقابلہ۔“

میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس حدیث کا مصداق ہے جو پون صدی سے فتنۂ قادیانیت کے خلاف نبرد آزما ہے۔ انشاء اللہ! جو بھی اس میں کام کرے گا، کسی بھی اعتبار سے حصہ ڈالے گا تو اس کا ثواب پہلوں کے برابر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ اس کام کے ساتھ جوڑے رکھے اور ہمارا خاتمہ اس کا ز پر ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

مبارک ثانی کیس میں سپریم کورٹ کا

آخری اور تاریخی فیصلہ

ادارہ

سپریم کورٹ آف پاکستان میں

موجودہ

جسٹس قاضی فائز عیسیٰ چیف جسٹس

جسٹس امین الدین خان

جسٹس نعیم اختر افغان

مجرمانہ متفرق درخواست نمبر 1113 برائے 2024ء

[فیصلے میں تصحیح کے لیے مورخہ 2024.07.24ء]

کرمنل ریویو پٹیشن نمبر 2_2024ء میں

فیڈریشن آف پاکستان اور پراسیکیوٹر جنرل، پنجاب ...... درخواست دہندگان

بمقابلہ

مبارک احمد ثانی و دیگر ...... جواب دہندگان

بابت درخواست دہندگان:

جناب منصور عثمان اعوان، اٹارنی جنرل پاکستان

ملک جاوید اقبال، ایڈیشنل اٹارنی جنرل پاکستان

جناب احمد رضا گیلانی، ایڈیشنل پراسیکیوٹر جنرل، پنجاب

بابت جواب دہندگان:

عدالتی نوٹس پر

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب بذات خود (ترکی سے ویڈیو لنک کے ذریعے)

مولانا فضل الرحمٰن، بذات خود

مفتی شیر محمد خان، بذات خود

مولانا طیب قریشی صاحب، بذات خود

سید جواد علی نقوی، بذات خود (لاہور سے ویڈیو لنک کے ذریعے)

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، بذات خود

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (حافظ نعیم الرحمٰن کی جانب سے)

مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن، بذات خود

مفتی سید حبیب الحق شاہ (مفتی منیب الرحمٰن کی جانب سے)

حافظ احسان احمد، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ (پروفیسر ساجد میر کی جانب سے)

مفتی عبدالرشید، (مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کی جانب سے)

سماعت کی تاریخ...... ۲۲/ اگست ۲۰۲۴ء

فیصلہ

۱...... وفاق پاکستان اور حکومت پنجاب کی جانب سے فوجداری متفرق درخواست نمبر ۱۱۱۳، بابت ۲۰۲۴ء دائر کی گئی، جس میں کہا گیا ہے کہ حکم نامہ مورخہ ۲۴ جولائی ۲۰۲۴ء میں غلطیاں ہیں جن کی تصحیح کی ضرورت ہے۔ یہ درخواست مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۵۶۱/اے مع سپریم کورٹ رولز ۱۹۸۰ء کے آرڈر XXXIII کے رول ۶ و مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء کی دفعات ۱۵۲، ۱۵۳ کے تحت دی گئی ہے۔ ہم ابتدا میں ہی یہ واضح کرتے ہیں کہ اس عدالت کے پاس ''دوسری نظر ثانی'' کا اختیار نہیں ہے، اس لیے یہ تصور نہ کیا جائے کہ اب جو فیصلہ جاری کیا جارہا ہے یہ دوسری نظر ثانی ہے۔ یہ وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ یہ فیصلہ تصحیح کے لیے دی گئی درخواست پر دیا جارہا ہے، اور اب غلطیوں کی تصحیح کے بعد اس کو عدالت کا فیصلہ تصور کیا جائے گا، اور اس کے بعد حکم نامہ مؤرخہ ۶ فروری ۲۰۲۴ء اور نظر ثانی فیصلے مورخہ ۲۴ جولائی ۲۰۲۴ء کی کوئی قانونی حیثیت نہیں رہتی اور اسے واپس لیا جاتا ہے۔

۲...... درخواست میں درج ذیل علمائے کرام کو سننے کی بھی استدعا کی گئی تھی۔ تو ان علمائے کرام کو نوٹس دیا گیا:

مفتی محمد تقی عثمانی، جامعہ دارالعلوم کراچی

مفتی منیب الرحمٰن، دارالعلوم نعیمیہ کراچی

مولانا زاہد الراشدی، گوجرانوالہ

مفتی شیر محمد خان، بھیرہ

مولانا فضل الرحمٰن، صدر جمعیت علمائے اسلام
حافظ نعیم الرحمٰن، امیر جماعت اسلامی
پروفیسر ساجد میر، امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان
مولانا انوار الحق، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
مولانا طیب قریشی، چیف خطیب خیبر پختونخوا، امام مسجد مہابت خان پشاور
سید جواد علی نقوی، جامعہ العروۃ الوثقیٰ لاہور
مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن، جماعت اسلامی
صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، ملی یکجہتی کونسل
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

۳...... مفتی محمد تقی عثمانی نے ترکیہ سے، محترم سید جواد علی نقوی نے لاہور سے وڈیو لنک پر دلائل دیئے، درج ذیل علمائے کرام نے عدالت کے سامنے بنفس نفیس دلائل پیش کیے:

مولانا فضل الرحمٰن، صدر جمعیت علمائے اسلام پاکستان
مفتی شیر محمد خان، رئیس دارالافتاء، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ
مولانا محمد طیب قریشی، چیف خطیب خیبر پختونخوا
صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، صدر ملی یکجہتی کونسل
مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن، جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان
مفتی منیب الرحمٰن، حافظ نعیم الرحمٰن، پروفیسر ساجد میر اور مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ بوجوہ شریک نہیں ہوسکے، لیکن ان کی نمائندگی بالترتیب مفتی سید حبیب الحق شاہ، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، جناب حافظ احسان احمد ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، اور مفتی عبدالرشید نے کی۔

۴...... دوران سماعت علماء کرام نے فرمایا کہ دینی پہلوؤں پر بالخصوص پیراگرافوں ۷، ۴۲ اور ۴۹ (ج) سے وہ مطمئن نہیں ہیں اور انہیں حذف کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض اہل علم نے چند دیگر پیراگرافوں پر بھی اعتراض کیے، مگر سب کی رائے یہ تھی کہ صرف ان پیراگرافوں کو حذف کرنے سے شاید مزید ابہام پیدا ہو۔ انہوں نے اس موضوع پر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پیش نظر رکھنے پر بھی زور دیا (جن کو پہلے سنا جا چکا ہے)۔ فاضل حافظ احسان احمد، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، جو پروفیسر ساجد میر کی نمائندگی کر رہے تھے، نے یہ رائے پیش کی کہ اس فیصلے کو دوبارہ تحریر کیا جائے اور ان کی اس رائے سے تمام علمائے کرام نے اتفاق کیا۔ ان کی اس متفقہ رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے اب یہ فیصلہ جاری کیا جارہا ہے۔

۵...... عدالت کے سامنے دینی مسئلہ تفسیر صغیر، جو مرزا بشیر الدین محمود کی تصنیف ہے، کے متعلق ہے۔ فاضل اہل علم کو سننے اور ان کے دلائل سمجھنے کے بعد عدالت نے ۲۲/ اگست ۲۰۲۴ء کو درج ذیل مختصر حکم نامہ جاری کیا:

تفصیلی دلائل سننے کے بعد وفاق کی درخواست منظور کرتے ہوئے عدالت اپنے حکم نامے مورخہ ۶/ فروری ۲۰۲۴ء اور فیصلے مورخہ ۲۴/ جولائی ۲۰۲۴ء میں تصحیح کرتے ہوئے معترضہ پیراگرافوں کو حذف کرتی ہے اور ان حذف شدہ پیراگرافوں کو نظیر کے طور پر پیش / استعمال نہیں کیا جاسکے گا۔ ٹرائل کورٹ ان پیراگرافوں سے متاثر ہوئے بغیر مذکورہ مقدمے کا فیصلہ قانون کے مطابق کرے۔ اس مختصر حکم نامے کی تفصیلی وجوہات بعد میں جاری کی جائیں گی۔ مذکورہ تفصیلی وجوہات درج ذیل ہیں۔

۶...... جب یہ مقدمہ پہلے سنا گیا تھا، تو ہمیں تفسیر صغیر، یا اس کے مصنف کے بارے میں علم نہیں تھا۔ اس لیے فیصلے میں نمایاں غلطی ہوئی۔ اب ہم نے دونوں کے متعلق کچھ بنیادی معلومات حاصل کی ہیں۔ تفسیر صغیر کے مصنف کے چار پہلو ہیں۔ پہلا: مصنف ہونے کا، دوسرا: مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند ہونے کا، تیسرا: اپنے والد کے عقائد اور تصورات کے پیروکار ہونے کا، اور چوتھا: اپنے آپ کو خلیفۃ المسیح الثانی، یعنی اپنے مسیح کا دوسرا خلیفہ کہلوانے کا۔ یہاں مرزا بشیر الدین محمود نے "مسیح" اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کو کہا ہے اور احمدی/ قادیانی حکیم نور الدین بھیروی کو "پہلا خلیفہ" اور مرزا بشیر الدین محمود کو "دوسرا خلیفہ" کہتے ہیں۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف کا بھی جائزہ لیا جائے۔

۷...... مرزا غلام احمد کی پیدائش ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان میں ہوئی اور اسی لیے اپنے نام کے ساتھ قادیانی لکھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت کچھ لکھا ہے اور ان کے ۸۴/ رسالوں کا مجموعہ روحانی خزائن کے عنوان سے نظارت اشاعت ربوہ نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے شائع کیا ہے جو کہ ۲۳ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس فیصلے میں دیئے گئے حوالے اس مجموعے سے ہیں۔

۸...... روحانی خزائن کا جائزہ لینے پر

ہمیں کافی تعجب ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیائے کرام، بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام (Jesus Christ) اوران کی والدہ محترمہ بی بی مریم علیہا السلام (Mary) کے متعلق بھی کئی مقامات پر بہت ہی غیر مناسب باتیں لکھی ہیں۔ ہم ان کلمات کو اپنے فیصلے میں نقل کرنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ اس طرح ان کی بلاوجہ تشہیر ہوگی جو کہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ مسیحی برادری کے لیے بھی دل آزاری کی باعث ہو گی۔(روحانی خزائن، ج ۱۱ ص ۳۸: ج۱۱ص۲۸۹، ۲۹۱: ج ۲۳ ص ۱۸،۱۷، ص ۳۳۵: ج۲۲ ص ۱۵۹: ج۲۲ ص ۴۰۶: ج ۲۲ ص ۵۲۱، ج ۲۳ ص ۱۶۴، ۱۸۱، ۱۹۱)

۹...... مرزا غلام احمد کی تحریرات اور تفسیر صغیر میں کئی مقامات پر حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہنے کا دعویٰ کیا گیا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے نبی، مسیح موعود، مہدی موعود اور اس طرح کے دوسرے القابات اختیار کیے گئے ہیں۔ (مرزا غلام احمد قادیانی نے رسالے حقیقۃ الوحی میں پوری صراحت کے ساتھ اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے: روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۵۰۳ تفسیر صغیر میں ایسے دعوؤں کے لیے دیکھیے: ”تفسیر صغیر“ اسلام آباد: اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ ۱۹۹۰ء) ص۷۹۱: ص۱۱۹، ۱۲۰: ۱۶۵۱ اور ص ۷۲۶)

۱۰...... اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے کہ مسلمان وہی ہو سکتا ہے جو قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی آخری نازل کی ہوئی کتاب اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور نبی مانتا ہو اور آپ ﷺ کے بعد سلسلہ وحی کے انقطاع پر ایمان رکھتا ہو:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

(سورۃ الاحزاب: ۴۰)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ۔

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل کی گئی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو، اور اسی طرح وہ جو یہ کہے کہ میں بھی ویسا ہی کلام نازل کردوں گا جیسا اللہ نے نازل کیا ہے؟ اور اگر تم وہ وقت دیکھو (تو بڑا ہولناک منظر نظر آئے) جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے (کہہ رہے ہوں گے کہ) اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ اس لئے کہ تم جھوٹی باتیں اللہ کے ذمہ لگاتے تھے، اور اس لیے کہ تم اس کی نشانیوں کے خلاف تکبر کا رویّہ اختیار کرتے تھے۔ (الانعام: ۹۳)

۱۱...... یہی بات رسول اللہ ﷺ نے بھی متعدد دفعہ فرمائی ہے: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، کتاب رؤیا، باب: ذهبت النبوة، حدیث نمبر ۲۲۷۲) رسالت اور نبوت ختم ہو چکیں، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے، نہ کوئی نبی۔

أَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

(مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسماء، حدیث نمبر ۲۳۵۴)

ترجمہ: میں سب کے بعد آنے والا ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث نمبر ۳۴۵۵)

ترجمہ: بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ

(ایضا کتاب احادیث الانبیاء، حدیث نمبر ۳۴۵۵)

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے اور ایک نبی کی وفات کے بعد دوسرے نبی ان کی جگہ لے لیتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ حکمران ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

ختم نبوت کی اس حقیقت کو حضرت محمد ﷺ نے کس خوبصورت اور بلیغ مثال کے ذریعے واضح کیا ہے:

إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (ایضا کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، حدیث نمبر ۳۵۳۵)

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النّبیین ہوں۔

۱۲...... امت کا اس پر اجماع کلی قطعی ہے کہ ''خاتم النّبیین'' کے معنی ''آخر النّبیین'' ہے اور یہ کلمات قرآنی قطعی الثبوت ہونے کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہیں، غیر مؤوّل ہیں، لہٰذا الفظ ''خاتم'' پر لفظی ابحاث قطعی غیر متعلقہ، بے محل اور نا قابل توجہ ہیں۔ امام غزالیؒ نے امت مسلمہ کے اس اجماعی عقیدے کی تصریح کرتے ہوئے کہ حضرت محمد ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے پر ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا، فرمایا:

أَنَّ الْأُمَّةَ فَهِمَتْ بِالْإِجْمَاعِ مِنْ هٰذَا اللَّفْظِ وَمِنْ قَرَائِنِ أَحْوَالِهِ أَنَّهُ أَفْهَمَ عَدَمَ نَبِيٍّ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَعَدَمَ رَسُولِ اللهِ أَبَدًا، وَأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ تَأْوِيلٍ وَلَا تَخْصِيص، فَمُنْكِرُ هٰذَا لَا يَكُونُ إِلَّا مُنْكِرَ الْإِجْمَاعِ (ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، الاقتصاد فی الاعتقاد، تحقیق عبداللہ محمد الخلیلی (بیروت: دارالکتب العلمیہ ۲۰۰۴ء، ص۱۳۷)

ترجمہ: اس لفظ (خاتم النّبیین) سے اور اس کے حالات کے قرائن سے امت نے اجماعی طور پر یہ سمجھا ہے کہ آپ نے اپنے بعد کسی نبی کے اور کسی رسول کے کبھی نہ آنے کی بات سمجھائی ہے، اور یہ کہ اس کی اور کوئی تاویل نہیں ہے، نہ ہی اس کی تخصیص کی گئی ہے، اس لیے اس کا انکار کرنے والا امت کے اجماع کا منکر ہے۔

۱۳...... اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین (آئین) نے بھی اس بنیادی اصول کو تسلیم کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ مسلمان وہ ہیں جو ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان رکھتے ہیں۔ آئین کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نام اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے اقرار سے ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے پاکستان کے عوام اختیار کو ایک مقدس امانت کے طور پر عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال کریں گے۔ مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت میں مذکور اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ (یہ اصول آئین کے دیباچے میں مذکور ہیں جو دراصل اس قرارداد پر مشتمل ہے جو ۱۲؍ مارچ ۱۹۴۹ء کو پہلی آئین ساز اسمبلی نے منظور کی تھی اور قرارداد مقاصد کے عنوان سے مشہور ہے۔ اس قرارداد کے ذریعے پاکستان کے آئین کے بنیادی خدوخال طے کیے گئے۔ ۲۰۱۵ء میں فوجی عدالتیں قائم کرنے کے لیے آئین میں کی گئی ترمیم کو جب سپریم کورٹ کے سامنے چیلنج کیا گیا، تو بعض ججوں (جسٹس جواد ایس خواجہ اور جسٹس قاضی فائز عیسیٰ) نے الگ الگ فیصلوں میں قرار دیا کہ آئین میں کی گئی ترمیم کو بھی قرارداد مقاصد میں مذکور اصولوں پر پرکھا جا سکتا ہے۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن راولپنڈی بنام وفاق پاکستان PLD 2015 Supreme Court 401 قرارداد مقاصد کو ابتدا میں آئین پاکستان میں دیباچے کے طور پر شامل کیا گیا تھا، لیکن بعد میں اسے آئین کا موثر بہ عمل حصہ بنا دیا گیا تھا (اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین، دفعہ ۲؍الف)

۱۴...... آئین نے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا ہے (دفعہ:۱) اور تصریح کی ہے کہ پاکستان کا ریاستی مذہب اسلام ہے (ایضاً دفعہ:۲)۔ آئین نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ پاکستان میں رائج تمام قوانین کو قرآن وسنت میں مذکور اسلامی احکام سے ہم آہنگ بنایا جائے گا اور یہ کہ کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو ان احکام سے متصادم ہو۔ (دفعہ:۲۲۷)

متعدد قوانین میں یہ تصریح بھی کی گئی ہے کہ ان قوانین کی تعبیر وتشریح قرآن وسنت میں مذکور اسلامی احکام کے مطابق ہوگی (مثال کے طور پر دیکھیے: مجموعہ تعزیرات پاکستان، دفعہ ۳۳۸؍ایف پنجاب قانون شفعہ ۱۹۹۱ء، دفعہ ۳: خیبر پختونخوا نجی قرضوں پر سود کی ممانعت کا قانون ۲۰۱۶ء دفعہ ۱۷)، اور قانون نفاذ شریعت ۱۹۹۱ء میں تمام قوانین کے لیے یہ عمومی اصول طے کیا گیا ہے (قانون نفاذ شریعت ۱۹۹۱ء، دفعہ ۴)۔ چنانچہ ماضی قریب میں سپریم کورٹ (عمل اور طریق کار) ایکٹ ۲۰۲۳ء *(Supreme Court) Practice and Procedure (Act,2023).* کی آئین کے ساتھ مطابقت کے متعلق فل کورٹ نے فیصلہ کیا (راجا عامر خان بنام وفاق پاکستان) تو اس میں اس اصول کی تصریح کی گئی کہ جہاں کسی قانون کی دو تعبیرات ممکن ہوں، تو عدالت اس تعبیر کو اختیار کرے گی جو قرآن وسنت میں مذکور اسلامی احکام اور آئین میں مذکور پالیسی کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔ (جاری ہے)

اکابرین ملت و مبلغین ختم نبوت

کی خدمات کو سلام

۷ستمبر ۲۰۲۴ء ایک مرتبہ پھر پاکستان کی تاریخ کا عظیم الشان دن بن گیا

مولانا قاضی احسان احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قائم کردہ جماعت کو رب کائنات نے ایک اور عظیم کامیابی سے ہمکنار کیا، مینارِ پاکستان اپنی ملکی تاریخی یادوں کے ساتھ اسلامیانِ وطن کی سوچوں کا مرکز تھا، آج ۷ستمبر ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ ایک مرتبہ پھر اسلامیانِ وطن کی آنکھوں کا تارہ بن گیا، جب عظیم الشان فقید المثال تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا، الحمدللہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۷ستمبر ۲۰۲۴ء کو مینارِ پاکستان لاہور میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا، لاہور مجلس کے رفقاء کرام سرگرم عمل ہوئے، میدان میں نکلے، دینی مدارس، دینی، سیاسی، مذہبی جماعتوں کے رفقاء کرام بھرپور انداز میں شریک سفر رہے، تفصیلات اپنے وقت پر سامنے آجائیں گی تاآنکہ یہ مبارک دن آگیا، پورے ملک سے غلامانِ پیغمبر کے قافلے آنا شروع ہوئے، ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والا مسلمان اس اجتماع میں شریک ہونا، شرکت کا باعث بننا اپنی نجات اور جنت میں داخلہ کا سبب سمجھتا تھا، ملک عزیز پاکستان کے کونے کونے سے جوق در جوق عاشقانِ پیغمبر تشریف لائے، سندھ، بلوچستان، کے پی کے، پنجاب، گلگت، بلتستان، چترال غرضیکہ پورا ملک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے سراپا حاضر تھا، میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ، نائب امیر، مرکزی ناظم اعلیٰ اور تمام مبلغین کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں اور آنے والے تمام مشائخ، قائدین، زعماء، شیوخ، عوام و خواص کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ یااللہ جس جس مسلمان نے اس کانفرنس کی تیاری کے لئے جتنا، جیسا، جو خیر کا حصہ ملایا اسے قبول فرما اور ہمارے قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ سمیت تمام قائدین کی حفاظت فرما اور ہم سب کو زندگی بھر اس عظیم محنت کے لئے اخلاص کی دولت سے مالا مال کرکے نمود ونمائش سے پاک کر کے قبول فرما۔ ایک مرتبہ پھر رب کریم کے بے حد احسان اور شکریہ کے ساتھ آپ سب کا بہت بہت شکریہ اللہ کریم ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

بندہ عاجز کو بھی اس عظیم الشان، فقید المثال کانفرنس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ جماعتی نظم کے مطابق کے پی کے کا دورہ چل رہا تھا، ۶ستمبر کی رات پشاور جلسہ سے فارغ ہوئے، حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی، برادرِ مکرم مولانا عابد کمال کے ہمراہ لاہور کا سفر تقریباً ۹ بجے شب شروع ہوا، جیسے ہی موٹروے پر آئے بارش، آندھی کا طوفان سدِّ راہ محسوس ہوا، اور جیسے جیسے لاہور کی طرف بڑھتے گئے آندھی، طوفان کے ساتھ شدید بارش بھی بڑھتی گئی، بہت زیادہ تشویش ہوئی، فکر دامن گیر ہوئی، رات آنکھوں میں کٹ گئی، سفر آسانی، راحت کے باوجود انتہائی مشکل اور طویل ہوگیا، غرضیکہ فجر کی اذان کے وقت لاہور جامعہ محمدیہ چوبرجی پہنچے، جہاں پر حضرت مولانا قاضی محمد اویس مدظلہ کے شاگرد اور طلبا کرام سراپا انتظار تھے، مولانا کا مکمل مدرسہ، مسجد آنے والے غلامانِ رسول کے لئے اپنی تمام تر خدمات پیش کررہا تھا، طلبا، مدرسہ، اس کا عملہ مہمانوں کی خدمت میں رات بھر مصروف عمل رہا، دن میں آنے والے مہمانوں کے لئے ناشتہ، دوپہر کے کھانا کا شاندار نظم کیا گیا، تقریباً ایک بجے کے قریب پنڈال کا جائزہ لینے کے لئے مفتی محمد راشد مدنی کے ہمراہ مینارِ پاکستان پہنچا، تمام خدام ختم نبوت اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے تیاریوں میں مصروف تھے، انصارالاسلام کے رضا کار باوردی پنڈال میں موجود تھے، اپنی اپنی ڈیوٹی کی تکمیل کے مراحل سے گزر رہے تھے، حضرت مولانا عزیزالرحمٰن ثانی اور ان کے گرامی قدر رفقاء کرام کی کئی ماہ پر مشتمل کاوشوں کے نتیجہ کی طرف دیکھا، دل خوش ہوا، ان کے لئے خوب دعائیں نکلیں، احباب سے فرداً فرداً ملاقات کی، ان کے ایمانی جذبات، خوشی دیدنی تھی، تاہم ایک دو گھنٹے ان کے ساتھ گزارنے کے بعد دوبارہ مدرسہ محمدیہ اپنی رہائش گاہ پر آئے، آرام کیا، کھانا تناول کیا، شام کے پروگرام میں شرکت کے لئے تیاری

شروع کی، نمازعصر ادا کرنے کے بعد آسان ترین سواری بائیکیا کا نظم کیا اور قریب ترین پنڈال تک بہت آرام اور سکون سے پہنچ گیا، عصر کی نماز کے بعد مغرب سے پہلے سارا پنڈال بھر چکا تھا، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا امجد خان، مولانا نصیر احمد احرار مقررین کو دعوت دینے، بیانات کروانے پر معمور تھے، چنانچہ تلاوت، نعت شریف، تقاریر کا سلسلہ بہت تیزی سے جاری رہا، نماز مغرب ادا کی روشنیوں سے پنڈال ایک عجیب وغریب دل ربا، روح پرور منظر پیش کر رہا تھا۔

نماز مغرب کے بعد متعدد علمائے کرام، زعمائے ملت، اساطین علم وفضل کے بیانات ہوتے رہے۔ نماز عشاء کے بعد تیسری عظیم الشان نشست کا آغاز ہوا۔ بندہ راقم کو نقابت کے فرائض انجام دینے کا حکم نامہ موصول ہوا ”قاضی احسان احمد صاحب مرکزی اسٹیج کی نقابت کے فرائض انجام دینے کے لئے مائیک پر آجائیں۔“ الحمدللہ!

رات کی آخری نشست کا ایک عجیب سماں تھا، مشائخ، علماء شیوخ التفسیر والحدیث سیاسی، مذہبی، جوان، بوڑھے، شعراء نظماء وقت اور دیگر قائدین ملت سے اسٹیج مکمل سجا ہوا تھا، بہت ہی ایمان پرور وجد آفرین مناظر تھے، جو دل میں کشش اور تازگی پیدا کر رہے تھے، متعدد علماء کرام اور مشائخ عظام کے بیانات وقت کی قلت اور پروگرام جلد مکمل کرنے کی بنا پر نہ ہوسکے، مگر اس سب کے باوجود وہ تمام احباب جو تشریف لائے، سرپرستی فرمائی، دل کی گہرائیوں سے شکریہ کے لائق ہیں، سب سے آخری بیان قائد انقلاب، فخر ملتِ اسلامیہ، اسلامیانِ وطن کے ماتھے کا جھومر، مفتی محمودؒ کی سیاست کے وارث، خواجہ خان محمدؒ کی قبول دعاؤں کے ثمر حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کا ہوا۔

۷ ستمبر کا دن پلک جھپکتے شروع ہوا، دن گزرنے کا پتہ بھی نہ چلا، شام ہوئی، رات ڈھلی اور یوں ملک عزیز پاکستان کے کونے کونے سے تشریف لانے والے عاشقانِ رسول، فدائیان ختم نبوت کو اپنی دعاؤں سے رخصت کرنے کے لئے قائد تحریک ختم نبوت، پیر طریقت، رہبر شریعت مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت قبلہ حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ کو راقم نے دعوت دی، یوں ان کی مستجاب دعا پر کل سے شروع پروگرام آج ان کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ قافلے واپس جانا شروع ہوئے، چونکہ راقم الحروف کا کے پی کے کا دورہ چل رہا تھا اور واپس پھر صوابی، پشاور کی تشکیل تھی جس بنا پر عاشقانِ رسول کو الوداع کرتے کرتے تقریباً کوئی ایک گھنٹہ کے لگ بھگ اسٹیج سے باہر سڑک پر آنے میں لگ گئے۔ جہاں مفتی محمد راشد مدنی میرے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ ہماری سواری چونکہ چوبرجی جامعہ محمدیہ کے آس پاس تھی، مولانا عابد کمال گاڑی لینے گئے، بہت تاخیر ہوگئی تقریباً دو گھنٹے سڑک پر عاشقانِ رسول کے ایمان افروز، روح پرور مناظر دیکھنے کو ملے۔ دن بھر کے تھکے، رات بھر کے جاگے ہوئے، معلوم نہیں کھانا بھی کھایا یا نہیں، اگرچہ لاہور کے احباب نے مہمانوں کی مہمان نوازی کا خوب نظم کر رکھا تھا، مگر جس قدر مخلوق خدا نبی کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے آئی کوئی بعید نہیں، سب کچھ ممکن ہے، ان سب کے باوجود چہروں پر سکون، قدموں میں مجاہد فی سبیل اللہ کی طاقت، بازوؤں میں شیروں جیسی شجاعت ہے، خوشی خوشی کشاں کشاں، دیوانہ وار اپنی منزل کی طرف جا رہے تھے، رب کریم کے فضل سے پورے ملک میں تحفظ ختم نبوت کے لئے جانے کا موقع ملتا ہے تو ہر چوتھا مجاہد جاننے پہچاننے والا مل جاتا، حال احوال، خیر خیریت، دل کی بات کہتے، سنتے رہتے، عجیب اتفاق تھا، رات کا کھانا تو میں نے نہیں کھایا تھا، ایک دوست کچھ فروٹ لے کر آگیا، پیاس کی شدت سے جان نکل رہی تھی، اچانک ایک اور دوست ملا، اس نے بلا تکلف کہا: حضرت، کوئی خدمت؟ میں تو پہلے ہی تیار بیٹھا تھا، میں نے کہا: بھائی پیاس بہت لگی ہے وہ اچانک غیر متوقع جواب سن کر حیران ہوا، عموماً تو کہا جاتا ہے جی بہت شکریہ جزاک اللہ، مگر میں نے تقاضا رکھ دیا، اس کا اخلاص دیکھو، ابھی ہم دونوں حیرت کے ماحول سے باہر نہیں نکلے تھے کہ اچانک ایک اور دوست آیا جس نے سیدھے میرے ہاتھ میں ٹھنڈے پانی کی بوتل تھمادی، میں نے اکراماً پانی مفتی محمد راشد صاحب کو پیش کیا، خیر وہ تقریباً سارا ہی نوش کر گئے، آخر میں یاد آیا اور بھی کوئی پیاسا ہے تو چند گھونٹ چھوڑ دیئے جو بندہ نے نوش کئے۔ رب کریم تمام احباب کی آمد و رفت کو قبول فرمائے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے اسلام کی محبتوں، محنت و کاوش کو قبولیت سے سرفراز فرمائے، بلاشبہ لائق تحسین ہیں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور ان کی لاہور کی رابطہ کمیٹی اور وہ تمام احباب جن کے دن رات، صبح شام، مال وجان اس پروگرام کے انعقاد کے لئے صرف ہوئے، اکابرین ملت، زعمائے اسلام، شیوخ وقت جن کی دعاؤں اور سرپرستی سے یہ ایک تاریخ رقم ہوئی، رب کریم ہر اس فرد کو دنیا و آخرت میں اس کا بہترین بدلہ دے جس نے جتنا بھی اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے خیر کا حصہ ملایا۔ ☆☆

فکرِ شیخ الہندؒ ..... تحریک عزیمت کا تسلسل

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت مولانا محمد زاہد انور مدظلہ

اب ذرا یہاں رکئے اور جائزہ لیجئے! کیا ہم نے کبھی اس پہلو پر غور کیا ہے کہ وہ شخص جس کا شریعت اوڑھنا بچھونا تھی، روحانیت (طریقت) کا اپنے وقت میں شیخ الاولیاء تھا، مگر وہ فیصلہ کرتے وقت یا اسباب اختیار کرنے کے لئے بظاہر کس قدر حیرتناک فیصلہ لے رہا تھا۔ مشترکہ مفاد (انگریز سامراج سے آزادی حاصل کرنے) کے لئے ہندوؤں، سکھوں اور سیکولر قوتوں سے سیاسی اتحاد (مذہبی اتحاد نہیں) قائم کر رہا تھا جو جلاوطن حکومت قائم کی جا رہی تھی اس کی کابینہ کی خبر ہی لے لیجئے کہ جلاوطن حکومت کا صدر، وزیراعظم اور بقیہ انتظامی عہدوں کو کتنی بصیرت سے تقسیم کیا گیا۔ تمام مذاہب کے نمائندگان اس تحریک کا فکری و عملی طور پر حصہ تھے۔ یہاں ہمیں حضرت شیخ الہندؒ کے سیاسی حسنِ تدبیر اور مقتضائے حالات پر ان کی دوراندیشی کی داد نہ دینا تاریخی بددیانتی ہوگی کہ وہ کس قدر مشکل ماحول میں تلخ ترین فیصلے لے رہے تھے اور اکثر اکابر علماء و صلحاء ان کی فکری و عملی تحریک کے رکن بننے پر فخر کر رہے تھے۔

ہمارے آج کے سیاسی تدبر کو نہ جانے کس فکری دیمک نے چاٹ لیا ہے کہ ہم ہر دور میں اکابر علماء و مشائخ کے ایسے فیصلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے وقت کی مصلحتوں پر انہی کی سوچ اپنانے والے سیاسی تدبر کی حامل، معاملہ فہم قیادت پر بلا جواز تنقید کے نشتر چلاتے رہتے ہیں۔ اور یہ کہ حضرت شیخ الہندؒ، بعدازاں حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی، شیخ الاسلام حضرت اقدس مدنی نوراللہ مرقدہم جیسے اکابر صلحاء اسی پالیسی کو اپناتے ہوئے سیاسی قدر مشترک پر کانگریس کا حصہ بنے رہے۔ آج بھی ہندوستان کے اکثر مدارس اور عوام کی اکثریت انہی راہوں کی راہی چلے آ رہے ہیں۔ اور ایسا کرنا ان کی سیاسی مجبوری ہے۔ پاکستان کے معروضی حالات ہندوستان کے حالات سے بالکل مختلف ہیں، ہمارے ہاں ایک وقت تھا کہ بہت سارے جذباتی لوگ ”انقلاب، انقلاب“ کے نعرے لگاتے تھے (اور) حوالے میں فکر شیخ الہندؒ اور حضرت اقدس مولانا عبیداللہ سندھیؒ جیسی شخصیات کے فکر و عمل کو پیش کرتے تھے۔ معذرت!..... شاید حقیقت آمیز معلوماتی تجزیہ کے حوالہ سے ہمارے مطالعاتی فکر سے بہت سوں کو اختلاف ہوگا مگر ذرا عمومی رائے سے ہٹ کر ایک کلی درجے کا فطری قاعدہ یاد رکھ لیا جائے (اور شریعت میں بھی اس قاعدہ کا باقاعدہ لحاظ پایا جاتا ہے) تو ہماری بہت ساری غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔

ضابطہ یہ ہے کہ حالات قیاسی امر نہیں ہوتے کہ ہم کوئی بھی فیصلہ لیتے وقت تاریخی حوالہ دینا شروع کر دیں کہ فلاں موقع پر ہمارے اکابر نے یہ فیصلہ کیا تھا تو آج ہمیں بھی وہی فیصلہ لینا چاہئے۔ یہ بات ہمیشہ ملحوظ رکھی جائے کہ حالات کے حوالے سے نہ کوئی مستقل ضابطہ طے کیا جا سکتا ہے نہ ہی فیصلے لینے کے لئے کوئی قاعدہ و قانون متعین کیا جا سکتا ہے۔ حالات کی مثال مریض کی سی ہے کہ حکیم کے سامنے جو مریض اپنی کیفیت بیان کرتا ہے دانا حکیم اس کی انفرادی حالت کو دیکھ کر علاج تجویز کرتا ہے نہ کہ وہ کوئی مستقل نسخہ بطور قانون کے لاگو کر دیتا ہے کہ ہر مریض پر یہی نسخہ آزمایا جاتا رہے۔ یا دوسرے لفظوں میں پیش آمدہ حالات کی مثال ایک دشمن کی سی ہے جس سے نبٹنے کے لئے آپ کو دشمن کی قوت و استعداد اور اسٹریٹجی (جنگی حکمت عملی) کو سمجھنا ضروری ہے۔ (اور یہ ہر دور کی حکمت عملی ایک جیسی نہیں ہوا کرتی) اس کے بعد ہی آپ کوئی دفاعی پالیسی اپنا سکتے ہیں۔

ایسے ہی تحریکی فکر و عمل میں ہر دور کے وقتی حالات کو مدنظر رکھ کر فیصلے لئے جاتے ہیں۔ اس میں تاریخی حوالے نہیں چلتے اور یہ بھی قاعدہ یاد رکھا جائے کہ ہر دور میں علاقائی حالات بھی مختلف ہوتے ہیں، ہر علاقے میں جاری کسی تحریک میں ایک ہی فیصلہ لاگو نہیں کیا جا سکتا۔ آپ حضرت شیخ الہندؒ کی ہی بالغ نظر شخصیت کو لے لیجیے کہ وہ پچاس برس جس تحریکی راہِ عزیمت پر چلتے رہے اس کو وقتی

طور پر ثمر آور نہ ہونے کی وجہ سے مالٹا کی جیل سے واپسی پر حضرتؒ نے اگلی قیادت کو فوجی طاقت سے انقلاب برپا کرنے کی راہ سے دستبرداری کا مشورہ دے دیا۔

ایسا وہ کسی مایوسی یا بزدلی کے نتیجے میں نہ کہہ رہے تھے بلکہ حالات اور ماحول کی تبدیلی کی بنا پر جدوجہد کا نیا نسخہ (سیاسی جدوجہد کی راہ اپنانے کا) تجویز کر رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد والی ہماری سیاسی قیادت نے اپنی جدوجہد کا فکر وعمل بدلا اور دیگر سیاسی قوتوں سے مل کر برطانوی سامراج سے آزادی کے حصول کے لئے اس دور کے قومی دھارے میں اپنا سیاسی وزن ڈالا۔ ایک صدی سے زیادہ وقت گزرنے کو ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے ان اکابر کے فیصلے پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ عدمِ تشدد کی پالیسی اپنا کر اپنے بدلتے معروضی حالات کے پیش نظر وہ فیصلے لیتے رہتے ہیں۔ پاکستان کے معروضی حالات کچھ اور نوعیت کے ہیں، افغانستان میں ہمارے اکابر کی پالیسی یکسر مختلف ہے۔ کبھی سوچا کہ ایسا کیوں ہے؟ کیا ہر جگہ کے اہل حق علماء و صلحاء شرعی حقائق سے بے خبر ہیں؟ وہ مختلف فیصلے کیوں کرتے ہیں؟ ہماری فقہ کی کتابیں اختلافِ ائمہ سے بھری پڑی ہیں۔ ایک ہی مسئلے پر بیک وقت فقہی علماء کا اختلافِ رائے سامنے آنا کوئی غیر معمولی نظر سے نہیں دیکھتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری ہر دور کی تحریکی نسل کی تربیت اسی نہج پر کی جائے کہ ہر دور میں فیصلہ وقت کے قاضی کا چلتا ہے، یہ فیصلہ قیاسی حقیقت سے نہیں کیا جاتا بلکہ معروضی حقائق کو پیشِ نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔

فکر شیخ الہندؒ کو قیاسی تحریک کے طور پر نہ لیا جائے کہ ہر دور میں فکر شیخ الہند کا نسخہ کار گر سمجھ لیا جائے اور حضرت شیخ الہندؒ کو معاذ اللہ کوئی فکری دیوتا (خدا) نہ سمجھ لیا جائے کہ ہر دور میں ان کے حوالے سے ہی فیصلہ لیا جائے بلکہ اس اہم حقیقت کو بہرحال پیش نظر رکھا جائے کہ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے دور کے مخصوص معروضی حالات میں جس فکر و نظر کو اپنایا تھا وہ اس وقت کا تقاضا تھا اور ان کی دوراندیش مدبر قیادت نے اپنے طور پر بروقت درست فیصلے کئے۔ نتائج کے نہ وہ مکلف تھے، نہ آئندہ کوئی ہوسکتا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھا جائے کہ ہر ملک اور علاقے میں چلنے والی دینی تحریکوں کی قیادت اُسی دوراندیشی، بصیرت، حسن تدبر اور معاملہ فہمی جیسی صفاتِ حسنہ کی حامل ہونا چاہئے۔ مربوط، منظم منصوبہ بندی کے ساتھ کارکنان کی نظریاتی تربیت کا لازمی اہتمام کرنا ہر دور کی ضرورت ہے۔ مخلص قیادت، حوصلہ مند، تجربہ کار، حالات کا ادراک کرنے والی ہونی چاہئے۔ علماء و صلحا کی باہمی مشاورت سے بروقت درست فیصلوں کی عادت اپنانی چاہئے اور نتائج کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالہ کر دینا چاہئے۔ یہی سبق ہمیں سنت رسول، عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحینؒ کے فکر و عمل سے حاصل ہوا ہے۔ اور حضرت شیخ الہندؒ اپنے دور میں سلف صالحین کے فکر و عمل کے انتہائی مدبر، زیرک، معاملہ فہم نمائندہ شخصیت تھے جنھوں نے آنے والی تحریکی نسل کے لئے بہت کچھ فکری اثاثہ چھوڑا ہے۔

حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ کی پُروقار تاریخی شخصیت سے منسوب تحریک ”تحریک شیخ الہند“ سے حاصل شدہ سبق کہہ لیجئے یا تاریخی تجزیہ کا عنوان دے دیجئے۔ وہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ کوئی شخصی تحریک نہ تھی بلکہ ایک مسلسل پُرعزم و نظریاتی جدوجہد کا دائمی استعارہ (علامت/نشان) ہے۔ ہر دور کے اپنے تقاضے یا حالات جدا ہوتے ہیں۔ ایسے میں نظریاتی لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اکابر و اسلاف کی تحریکی جدوجہد سے حاصل شدہ سبق ہمیشہ پیشِ نظر رکھا کریں۔ ہر دور کے حضرت شیخ الہندؒ الگ الگ عنوان یا لقب سے جانے جاتے ہیں۔ اصل نظریاتی جدوجہد کرنے والی پُرعزم قیادت پر منحصر ہے کہ وہ کسی تحریکی تسلسل کو کس فکر سے لے کر آگے بڑھتی ہے، قیاسی گھوڑے دوڑانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے قرآن وسنت کے مستند اور ثابت شدہ حقائق کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھا جائے تاکہ ہم کسی بزدلی، حوصلہ شکنی یا جذباتی ماحول سے محفوظ رہ سکیں۔ ہر دور میں اپنی مخلص قیادت پر اعتماد کیا جائے۔ قیادت پر بھی لازم ہے کہ اپنی تحریکی نسل کو وقت کے جذباتی ماحول کا ایندھن بنانے سے محفوظ رکھے ورنہ متشددانہ اقدامات سے تحریکات پیچھے چلی جاتی ہیں۔ اور اہم مقاصد کے حصول کی منزل دور دکھائی دینے لگتی ہے۔ اہم دینی تحریکات کو سبوتاژ کرنے کے لئے وقت کی قیادت سے کارکنوں کو بدظن کرنے کے لئے اختلافات کی بڑی بڑی عمارات کھڑی کی جاتی ہیں۔ ضروری ہے کہ ایسے حالات میں اتحاد و اتفاق کو قائم رکھا جائے، ہر دور میں تحریکات سے ہٹ کر دوسرے دینی شعبوں میں مصروف ایک کثیر طبقہ عملاً جدا رہا ہے مگر وہ نظریۃً آپ کے حامی ہوتے ہیں، ان کو کسی طرح مطعون ٹھہرانا یا ان کے حق میں متشددانہ رائے قائم کرنا بے ادبی ہے جو جس جس دینی شعبہ میں مصروف العمل ہے

اس کا پورا پورا احترام کیا جائے۔ اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی عادت اپنائی جائے۔ کسی بھی طرح کی بے ادبی اور گستاخی کے فکر کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کی جائے، اس سے دینی تحریکات کو ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔ (گویا فکری اعتدال ضروری ہے) ہماری نئی نسل کا اکابرؒ سے تحریکی رشتہ قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مدارس میں بالائی کلاسوں (فوقانی درجات، موقوف علیہ اور دورۂ حدیث شریف یا تخصصات) میں باقاعدہ طور پر تربیتی سبق پڑھایا جائے۔ جس میں اپنے ایسے اکابر رحمہم اللہ کے مختلف ادوار میں ان کے عزیمتی اور تحریکی جذبے کو وقعت اور سنجیدگی سے لیا جائے تاکہ وہ اگلے فکری و عملی میدان میں سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی نظریاتی و عملی راہنمائی سے بہت کچھ سیکھ سکیں۔ یہاں خاص طور پر ایک انتہائی اہم تجزیاتی حقیقت کو یاد دلانا ضروری ہے جس کا اظہار حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہ نے مالٹا جیل سے واپسی پر علماء حق کی اجتماعی مجلس میں فرمایا تھا کہ:

”ہم نے مالٹا کی جیل میں بڑے غور و فکر کے بعد جو امت کی اجتماعی زبوں حالی کی وجہ تلاش کی تو سمجھ میں یہی حقیقت سامنے آئی کہ ہم افتراقِ امت اور قرآنی تعلیمات سے دوری کی بنا پر ہمیشہ پستی کا شکار ہوتے چلے آ رہے ہیں۔“ (خلاصہ مفہوم)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے علمی، روحانی اور تحریکی سند (نسبت) رکھنے والوں پر لازم ہے کہ قلب و دماغ اور روح میں اتر جانے والے اس جاندار نظریاتی تجزیے کو اپنی آئندہ کی دینی و سیاسی تحریکوں بلکہ علمی تربیت میں ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ آج کی طرح ہر دور میں اس اہم نظریاتی حقیقت کا فکری جائزہ لے کر عملی اقدام اٹھانا ہر دینی و سیاسی قیادت کی اہم ذمہ داری ہے۔ مدارس کے نصاب میں قرآنی تعلیمات (نظامِ قرآن و سنت) کو انتہائی اہمیت و عظمت سے جاندار سبق کے طور پر لینا (پڑھانا) ضروری ہے۔ (فقط برکتاً ترجمہ قرآن پڑھالینا کافی نہیں) افتراق و انتشار کے ہر دور میں حوصلہ شکنی کرتے ہوئے آنے والی ہر علمی و تحریکی نسل کو قرآنی تعلیمات کے مطابق آگے بڑھنے کے لئے فکری و عملی تربیت کا انتظام و انصرام (جو ہر دور کا نظریہ ضرورت ہے) انتہائی ضروری ہے۔

خوشی ہے کہ اس عمومی فکری پستی یا نظریاتی انحطاط کے غالب ماحول میں ”بزم شیخ الہند“ کے نام سے کوئی تحریک پھر سے اُٹھائی جارہی ہے۔ اس پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ ”اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں۔“ تاہم خدارا مذکورہ حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے نئی نسل کا رشتہ اپنے پیشرو اسلافؒ سے جوڑا جائے۔ شخصیات کا تقدس نظریات، کردار کے پس منظر سے لیا جائے۔ فقط مخصوص فکر کو بطورِ حوالہ کے ہر دور میں لیتے رہنا حالات کے معروضی حقائق سے بے خبری کی علامت ہے۔ امید ہے کہ دورانِ تربیت اس مرکزی نکتہ نظر کو ہر دور میں پیش نظر رکھا جائے گا۔ ہر دور کا ایک سبق و عزم تو مشترکہ ہے اور رہے گا، بقول علامہ اقبال مرحوم:

یقینِ محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

ہمارے لئے بھی یہی پیغام ہے اور حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہ بھی اسی پر عمل پیرا رہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو سلف صالحینؒ کی فکری و عملی درست اقتدا کی دائمی توفیق سے نوازے۔ آمین۔

☆☆ .... ☆☆

بقیہ:.... آپ کے مسائل

دادی نہ ہونے کی صورت میں یہ حق خالہ کو مل جاتا ہے۔ مزید یہ کہ آپ کے بعد ان بچیوں کے ولی آپ کے بیٹے یعنی بچیوں کے تایا، چچا وغیرہ ہیں، جن کو ماں کی مدت پرورش مکمل ہونے کے بعد بچیوں کی کسٹڈی لینے کی شرعاً اجازت ہے، خواہ ماں راضی ہو یا نہ ہو۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے:

”والحضانة أما أوغيرها احق به أى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى.... وغيرهما احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى... وعن محمد ان الحكم فى الام والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة الفساد۔ ايضاً۔“ (فتاویٰ شامی، ج:۳، ص:۵۶۶، ۵۶۷)

”والحضانة يسقط حقها بنكاح غير محرمه أى الصغير۔“

(الدر المختار مع رد المحتار، ج:۳، ص:۵۶۵)

واللہ اعلم بالصواب

ڈاکٹر دین محمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جناب ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ فرید پور کرنال (بھارت) سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے، آپ نے اپنی خدمات کا آغاز ہرنولی میانوالی سے کیا، چند سال رکھ مہوٹہ خانسر میں خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ پھر ہرنولی آگئے جب آپ رکھ مہوٹہ خانسر کے تھل (ریت کے ٹیلوں) میں قیام پذیر تھے تو سن ۱۹۸۰ء کی دھائی میں راقم کو ان کی قیادت میں کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، آپ نے ریتلے علاقہ میں راقم کے تبلیغی پروگرام ترتیب دیئے اور راقم کو ساتھ لے کر بیانات کروائے پھر ہرنولی سے بھکر آگئے۔

راقم نے ان کی سرکردگی میں جہاں خدمات سرانجام دیں ان میں ایک علاقہ ہرنولی کا بھی تھا، ایک رات انہوں نے راقم کی تشکیل ہرنولی میں کی اور راؤ محمد حنیفؒ کو راقم کا میزبان قرار دیا۔ اس رات وہاں منکرینِ حیات النبی کی مسجد کے خطیب نے اپنے موقف میں دھواں دھار تقریر کی۔ صبح کی نماز کے بعد راقم نے مولانا محمد یعقوبؒ کی مسجد میں ان کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں ہزارہا موضوعات ہیں، آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو موضوع بحث بنایا ہے، آپ کو خدا کا خوف کرنا چاہئے۔

راقم اپنے میزبان راؤ محمد حنیفؒ کے ساتھ خانقاہ سراجیہ حاضر ہوا تو راؤ محمد حنیفؒ نے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کو راقم کے درس کی رپورٹ پیش کی، حضرت والا نے خوشی کا اظہار کیا، کچھ دنوں کے بعد چنیوٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس تھی تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے اس وقت مجلس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو راقم کی سرگزشت سے آگاہ فرمایا۔

مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے حضرت والا سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ حضرت جی ہمارے مولوی صاحب (راقم) گفتگو کے اعتبار سے کامیاب رہے کہ نہیں؟ حضرت والا نے فرمایا کہ کامیاب رہے۔ اس گفتگو سے حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ بہت خوش ہوئے۔ مولانا کی خوشی دیدنی تھی۔

بات چل رہی تھی ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ کی، ہرنولی قیام کے دوران انہوں نے ہومیو پیتھک علاج معالجہ شروع کیا ہوا تھا۔ موصوف نے دیکھا کہ ایک ہومیو پیتھک ڈاکٹر کے پاس ایک قادیانی نے آمد و رفت شروع کی ہوئی ہے اور اسے تبلیغ کرتا ہے۔ فریدی صاحبؒ نے اسے بتلایا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور یہ آپ پر ڈورے ڈال رہا ہے۔ اسے شکنجے میں کس اور اس کی صورت یہ ہے کہ اس سے فلاں فلاں موضوع پر بات کریں۔ چنانچہ جب اس نے گفتگو کی تو قادیانی نے مناظرہ کا چیلنج دے دیا کہ آپ اپنے علماء کو بلائیں اور حیات مسیح علیہ السلام پر مناظرہ کریں۔ چنانچہ اس ڈاکٹر نے ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب کو بتلایا تو فریدی صاحبؒ نے مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کو متعینہ تاریخ پر بلایا اور مسلمان ڈاکٹر کو کہا کہ قادیانی کو حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کا نہ بتلانا ورنہ وہ میدان سے بھاگ جائے گا۔

مسلمان ڈاکٹر نے قادیانی کو اندھیرے میں رکھا اور یہی کہتا رہا کہ ہمارے کوئی نہ کوئی مولوی صاحبؒ تشریف لائیں گے۔ چنانچہ وقت مقررہ پر جب حضرت مولانا لال حسین اخترؒ مسلمان ڈاکٹر کے حجرہ میں تشریف لائے تو قادیانیوں کی طرف سے مربی غالباً قاضی نذیر احمد لائل پوری تھا، جس کے چھکے چھوٹ گئے۔ بہرحال گفتگو شروع ہوئی اور حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر پر بحث شروع کی قاضی نذیر نے کہا کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کریں گے۔ مگر مولانا اخترؒ نے اپنی حکمت عملی سے قادیانی مربی کو مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر پر بحث کرنے پر مجبور کر دیا۔ جب گفتگو ختم ہوئی، تو قاضی نذیر نے کہا کہ مولانا پہلے آپ اٹھیں، مولانا فرماتے کہ نہیں آپ پہلے

اٹھیں۔ مولانا کو معلوم تھا کہ اگر میں پہلے اٹھتا تو قادیانی واویلا کرتے کہ مولوی لال حسینؒ نے مناظرہ سے فرار اختیار کیا ہے۔

تو مولانا نے اسے فرار ہونے پر مجبور کردیا، اور وہ پہلے نکلا اور مولانا حجرہ سے بعد میں نکلے۔ جب گفتگو ختم ہوگئی تو مسلمان ڈاکٹر جس کی بیٹھک پر گفتگو تھی کو اس کی بیوی نے بلا کر کہا کہ آپ نے مربی کا پیشاب خطا کردیا اور اس نے ہماری نئی کارپٹ خراب کردی ہے۔

ڈاکٹر فریدی صاحب جب بھکر میں تشریف لائے تو قادیانی افسروں کا ناطقہ بند کئے رکھا، جب کوئی نیا افسر قادیانی آتا تو اسے ٹکنے نہ دیتے۔ بارہا ایسا ہوا کہ کوئی قادیانی افسر بھکر تبدیل ہوکر آیا اور قادیانیوں نے خوشی سے بغلیں بجانا شروع کردیں۔ ڈاکٹر صاحب خم ٹھونک کر میدان میں آن وارد ہوئے اور اس کی قادیانیت کو میڈیا کے ذریعہ ذلیل ورسوا کردیا تو اسے تبدیل کرواکر چھوڑا۔ ڈاکٹر صاحب کے بیٹے مولوی محمود حسن فریدی کے بقول:

”۱۹۸۲ء میں جب بھکر ضلع بنا تو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بھکر کے سرکاری اداروں میں ۲۸ کے لگ بھگ قادیانی آفیسرز لگا دیئے گئے۔ حضرت والد گرامیؒ نے مخلص دوست واحباب اور قانونی چارہ جوئی سے ان سب کو بھکر سے بھگا دیا۔“

اللہ پاک نے انہیں چھ بیٹے محمد اشرف، محمد علی، احمد علی، جمال عبدالناصر، محمود حسن فریدی، حافظ عطاء اللہ، عطا کئے۔ دوسرے بیٹے محمد علی کو مولوی بنایا تو اب محمد علی ”مولانا محمد علی“ بن گئے۔ احمد علی کراچی میں مطب چلا رہے ہیں۔

مولانا محمد علی صدیقیؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہے۔ انتھک عالم دین تھے۔ محاذِ ختم نبوت پر ان کی جہاں ڈیوٹی لگی انہوں نے بخیر وخوبی نبھائی، ان کا ۲۶؍فروری ۲۰۱۷ء کو انتقال ہوا۔ اللہ پاک نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی توفیق نصیب فرمائی۔

آپ کے ایک فرزند ارجمند جمال عبدالناصر تھے، جو ہمارے مرکزی دفتر ختم نبوت ملتان میں ایک عرصہ تک شعبہ اکاؤنٹ میں کام کرتے رہے۔ بعدازاں ان کا تبادلہ دفتر ختم نبوت کراچی ہوگیا۔ یہاں بھی بحسن وخوبی کام کیا۔ ان کی رحلت ۲۹؍دسمبر ۲۰۱۳ء میں ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کو دو جوان بیٹوں کی رحلت نے کمزور کردیا، ورنہ بہت ہی باہمت انسان تھے۔ آپ نے اپنے جوان بیٹوں کے صدمہ کو اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دیا اور قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھا اور انہیں بھکر میں ٹکنے نہ دیا۔

جمعیت علماء اسلام کے دو عظیم راہنما حضرت مولانا محمد عبداللہؒ اور حضرت حافظ ممتاز علیؒ ان کی بھرپور سرپرستی کرتے رہے۔ ان دونوں حضرات کی وفات سے ان کی پشت خالی ہوگئی۔ صاحبزادگان مولانا محمد علی صدیقی، جمال عبدالناصر کی وفات کے بعد انہوں نے اپنا ڈیرہ اپنے فرزند ارجمند مولانا محمود حسن کے ہاں لگالیا۔ موخر الذکر نے بھکر سے ملتان جاتے ہوئے جہان خان اڈا کے قریب چک نمبر TDA47 میں مدرسہ سراجیہ نقشبندیہ قائم کیا۔ اب ڈاکٹر صاحب نے بھی اپنا ہیڈ کوارٹر مدرسہ سراجیہ نقشبندیہ کو بنا لیا۔ وہاں رہ کر بھی قادیانیوں کی شرانگیزیوں اور دجالی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی۔ بڑھاپے، صدمات، کمزوریوں، بیماریوں کے باوجود اپنے فرائض کو بھرپور طریقہ سے نبھاتے رہے۔ بھکر کے علاوہ بھی جہاں کہیں ان کی ارتدادی سرگرمیاں دیکھیں راقم اور متعلقہ مبلغ کو آگاہ کیا۔ بڑی سے بڑی مصروفیت کو آڑے نہ آنے دیا۔

۱۳؍اگست کو بھکر اور یکم ستمبر کو پنج گرائیں میں ختم نبوت کانفرنسیں تھیں۔ ۳۱؍اگست کو راقم کا رفیق سفر اور ڈرائیور رخصت پر تھا۔ راقم بس کے ذریعہ بھکر پہنچا اور ان کی زیارت وملاقات سے محروم رہا۔ بھکر پروگرام میں خود تو شریک نہ ہوسکے، اپنے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا محمود حسن فریدی کو پروگرام میں شرکت کے لئے بھیجا۔

ان کی علالت کی خبریں تو ملتی رہیں، راقم ۶؍نومبر کو چار سدہ سے طویل سفر کر کے گوجرانوالہ پہنچا۔ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۷؍نومبر ۲۰۲۴ء کو ان کی نماز جنازہ ان کے مرشد، خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی اقتداء میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ وہ ۱۹۶۲ء سے قادیانیت کا تعاقب جاری رکھے ہوئے تھے۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی زندگی میں حضرت والا کی دعاؤں سے بھرپور خدمات سرانجام دیں۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ نماز جنازہ میں مجلس کی نمائندگی مولانا حافظ محمد انس، مولانا وسیم اسلم، جناب عزیز الرحمٰن رحمانی، مولانا محمد ساجد اور مولانا محمد نعیم نے کی۔

☆☆ .... ☆☆

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق

ایک صاحب کے سوالات کے جوابات

مولانا عبدالحکیم نعمانی

سوال:..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو ان کی پیغمبرانہ صفت قائم رہے گی؟

جواب:..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت پہلے نبوت مل چکی تھی جب وہ قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے تو ان کے پاس مقام ومنصب نبوت محفوظ ہوگا مسلوب نہیں ہوگا، یعنی چھینا نہیں جائے گا۔ چونکہ وہ نازل ہوکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ نبوت پائیں گے تو اپنا نبوت والا مقام و منصب برقرار رکھتے ہوئے آپ کی امت میں شمار ہوں گے۔ وہ جدید نبوت کا دعویٰ بھی نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ اپنی شریعت چلائیں گے، بلکہ شریعت محمدی کی اتباع کریں گے۔

سوال:..... اللہ تعالیٰ چاہتے تو ان افراد کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھانا چاہتے تھے ان کو نیست ونابود کردیتے پھر ان کو آسمانوں پر اٹھانے کی کیا حکمت تھی؟

جواب:..... اللہ تعالیٰ کے کاموں کی اپنی حکمتیں ہوتی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ چاہتے تو مشرکینِ مکہ کو وہاں مکہ میں ہی نیست ونابود کرنے پر قدرت کاملہ رکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بچا کر ہجرت کا حکم فرمایا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی ہر پیغمبر کی حفاظت اور بچانے کی اپنی اور الگ حکمتیں ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چونکہ قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچایا دوسرا اپنی قدرت کا اظہار فرمایا کہ زندہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جانا، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں ہے۔

سوال:..... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کون کون سے وعدے فرمائے؟

جواب:..... جب یہود یروشلم یعنی فلسطین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل و صلب کرنے آئے تو اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی اور بچانے کے چار وعدے فرمائے۔ تین وعدوں یعنی توفی، رفع اور تطہیر کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے ہے اور چوتھے وعدے کا یعنی غلبہ کا تعلق آپ کے متبعین یعنی پیروی کرنے والوں کے ساتھ ہے، تو یہ وعدے یروشلم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے قتل و صلب سے زندہ بچانے کے تھے مارنے کے وعدے بالکل نہیں تھے تو ان وعدوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یروشلم میں یہود کے قتل وصلب سے زندہ ہی بچے۔

سوال:..... مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو مسیح موعود کہنے کا دعویٰ کن قرآنی نشانیوں سے کذب ثابت ہوتا ہے؟

جواب:..... پہلے تو یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ مسیح موعود کا لفظ نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ احادیث طیبہ میں ہے۔ یہ مسیح موعود کی جدید اصطلاح مرزا قادیانی نے عیسیٰ بن مریم، ابن مریم اور مسیح ابن مریم کے الفاظ کو چھپانے کے لئے ایجاد کی ہے اس کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے اور یہ لفظ اور اصطلاح قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ پھر عیسیٰ بن مریم تو اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر تھے۔ مرزا قادیانی تو قرآن وحدیث اور بزرگان ملت اسلامیہ پر جھوٹ بولتا رہا، لہٰذا یہ مسیح موعود ہونے کی خودساختہ اور بوگس اصطلاح مرزا کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی اور قوی ہے۔

سوال:..... قرآن مجید میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”میں تجھے اٹھالوں گا اپنی طرف“ تو اس سے ہم یہ مراد کیونکر لے سکتے ہیں کہ ان کو زندہ اٹھایا گیا؟

جواب:..... یہود چونکہ زندہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہی قتل وصلب کرنے آئے تھے وہ زندہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور سولی دینے میں ناکام رہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان یہود کے قتل و صلب

سے زندہ ہی بچے تو رفع یعنی اٹھایا جانا بھی زندہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہی ہوا، کیونکہ ہر قتل موت ہوتا ہے اور ہر موت قتل نہیں ہوتی، تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے نفی کی گئی تو ظاہر ہے کہ ان کی موت کی ہی نفی ہوگئی، اور وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ بل رفعہ اللہ الیہ.... یہ لفظ الیہ کا معنی ہے اپنی طرف.... تو یہ طرف اور جہت لفظ رفع کی وجہ سے آسمان ہی بنتا ہے، زمین نہیں بنتی۔

سوال:..... کیا عیسائیوں کو ہمارے ان عقائد جو ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کہتے ہیں وہ ہمارے ان عقائد کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب:..... ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ سے معبود ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ وہ عیسائی تثلیث و کفارہ اور سولی دینے کے عقائد رکھتے ہیں۔ اس حوالہ سے ہم ان کی نفی کرتے ہیں، تو وہ ہمارے ان عقائد کو اسی حوالہ سے اچھا نہیں سمجھتے۔ ان موضوعات پر کرسچن کمیونٹی سے مکالمہ ہوتا رہتا ہے، لیکن وہ بھی مسلمانوں کی طرح نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں، اس نقطہ نظر کے حوالہ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ ایک ہی پیج پر ہیں۔

سوال:...... اس حوالہ سے وضاحت فرمائیں کہ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق میں ہی ہوگا فجر کے وقت، لیکن وہ باجماعت نماز مسجد اقصیٰ میں ادا کریں گے۔ تو یہ کیسے ممکن ہوگا؟

جواب:...... پہلی بات: یہ کہ آپ نے کون سی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز مسجد اقصیٰ میں ادا فرمائیں گے؟ دوسری بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول نماز فجر کے وقت دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس ہی ہوگا تو اس وقت وہاں پر آپ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی اقتداء میں ہی نماز ادا فرمائیں گے۔ پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے پڑھیں گے اور باقی نمازوں کی امامت خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی فرمائیں گے۔ باقی مسجد اقصیٰ اور دیگر جہاں پر بھی نماز کا وقت ہوگا وہیں پر نماز ادا کریں گے۔

سوال :..... کیا عیسائیوں کا کوئی ایسا طبقہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ثانی کا قائل ہو؟

جواب:..... میرے ناقص علم کے مطابق تمام عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کے قائل ہیں۔ کوئی عیسائی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ ☆☆

حکومتی سطح پر ماہرین قانون اور وکلاء کا ایک وفد تشکیل دیا جائے

جو اقوام متحدہ میں تحفظ ناموس رسالت سے متعلق آئینی شقوں کی صحیح تشریح پیش کرے: حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۵/اکتوبر ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ ملیر بار کورٹ کراچی میں ختم نبوت سیمینار منعقد کیا گیا، جس میں ملیر بار ایسوسی ایشن سے تعلق رکھنے والے کثیر تعداد میں وکلاء نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز ضلع ملیر کے مبلغ مولانا مفتی محمد اسحاق نے قرآن کریم کی تلاوت سے کیا۔ مولانا حافظ محمد شاہ رخ نے بارگاہِ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کیا جسے سن کر سامعین مجلس داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب میں حاضرین مجلس کو ختم نبوت سے متعلق اپنی ذمہ داری کا احساس دلایا اور قانون تحفظ ناموس رسالت پر بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی، جس کو حاضرین نے بڑی توجہ سے سماعت کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے بار کورٹ کے وکلاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومتی سطح پر ماہرین قانون اور وکلاء کا ایک ایسا وفد تشکیل پایا جانا چاہئے جو اقوام متحدہ میں قادیانیوں کی مکاریوں کو واضح کرے اور قانون تحفظ ناموس رسالت سے متعلق آئین پاکستان میں موجود شقوں کی صحیح تشریح پیش کرے۔ دوران تقریب ملیر بار ایسوسی ایشن کے صدر جناب ناصر رضا رند اور ملیر بار کے جنرل سیکریٹری جناب شیر خان راہوجو بھی تشریف لائے۔ ختم نبوت سیمینار کے میزبان سینئر ایڈووکیٹ ہائی کورٹ جناب شمس الہادی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین، رفقاء، ملیر بار ایسوسی ایشن کے صدر اور جنرل سیکریٹری اور دیگر مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔ صدر جناب ناصر رضا رند نے اپنے خطاب کے دوران وکلاء کو مخاطب کرکے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت ہر کلمہ گو کی ذمہ داری ہے۔ سیمینار کے اختتام پر سوالیہ سیشن بھی منعقد کیا گیا۔ ہال میں موجود وکلاء نے بہت سے سوالات کئے جن کے جوابات حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے دیئے، بعد ازاں آپ کی دعا پر سیمینار کا اختتام ہوا۔ سیمینار کی نقابت کے فرائض مولانا محمد عادل غنی نے انجام دیئے۔ اس موقع پر تمام ایڈووکیٹس حضرات ارشد لانگا، عبدالجلیل ہادی، فدا محمد، ریاض بھٹی، ممبر سندھ بار کونسل حفیظ لاشاری نے خصوصی شرکت کی۔

مرزا قادیانی کو مسیح موعود ماننے والوں سے

35 سوالات

مرسلہ:..... مولوی قاضی محمد

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ مرزا قادیانی کو مسیح موعود ماننے والوں سے 35 سوالات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مجھ کو یہ پوچھنا ہے مرزا سے یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں؟ لوگ جو ناواقفیت یا کسی غلط فہمی سے مرزائیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، میں ان کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر دلی خیر خواہی اور ہمدردی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ دین و آخرت کا معاملہ ہے۔ ہر شخص کو اپنی قبر میں اکیلا جانا اور حساب دینا ہے۔ کوئی جتھا اور جماعت وہاں کام نہ آئے گی۔ خدا کے لیے ہوش میں آئیں اور عقلِ خداداد سے کام لیں اور سمجھیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی انہیں اوصاف و علامات اور نشانات کے آدمی تھے جو سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی پہچان کے لیے امت کے سامنے رکھے ہیں؟

1:... کیا مرزا قادیانی کا نام ”غلام احمد“ نہیں بلکہ ”عیسیٰ“ ہے؟

2:... کیا ان کی والدہ کا نام ”چراغ بی بی“ نہیں بلکہ ”مریم“ ہے؟

3:... کیا ان کے والد ”غلام مرتضیٰ“ نہیں۔ بلکہ بے باپ کی پیدائش ہے؟

4:... کیا ان کا مولد ”قادیان“ جیسا کوردہ نہیں؟ بلکہ ”دمشق“ ہے۔ قادیان دمشق کے ضلع یا صوبہ میں واقع ہے؟

5:... کیا ان کا مدفن ”قادیان“ نہیں بلکہ ”مدینہ طیبہ“ ہے؟

6:... کیا ان کے نانا ”عمران“ اور ماموں ”ہارون“ اور نانی ”حنہ“ ہیں؟

7:... کیا ان کی والدہ کی تربیت حضرت مریم کی طرح ہوئی ہے؟ اور....

8:... کیا ان کی نشوونما ایک دن میں اتنا ہوا جتنا ایک سال میں بچہ کا ہوتا ہے؟

9:... کیا ان کے پاس غیبی رزق آتا تھا؟

10:... کیا فرشتے ان سے کلام کرتے تھے؟

11:... کیا مرزا قادیانی کی پیدائش جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی؟

12:... کیا ان کی والدہ نے پیدائش کے بعد درخت کھجور کو ہلا کر کھجوریں کھائی تھیں؟

13:... کیا مرزا قادیانی نے کسی مُردے کو زندہ کیا ہے؟

14:... کیا انہوں نے کسی برص کے بیمار یا مادرزاد اندھے کو خدا سے اذن پا کر شفاء دی ہے؟

15:... کیا مٹی کی چڑیوں میں بحکمِ خداوندی جان ڈالی ہے؟

16:... کیا وہ آسمان پر گئے ہیں اور پھر اترے ہیں؟

17:... کیا ان کے سانس کی ہوا سے کافر مر جاتے تھے؟

18:... کیا ان کے سانس کی ہوا اتنی دور پہنچتی تھی جہاں تک ان کی نظر پہنچے؟

19:... کیا وہ دمشق کی جامع مسجد میں گئے ہیں؟

20:... کیا ان کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوا ہے؟

21:... کیا انہوں نے دنیا سے صلیب پرستی اور نصرانیت کو مٹایا ہے یا اور ان کے زمانے میں نصرانیت کو ترقی ہوئی؟

22:... کیا ان کے زمانہ میں ان اوصاف کا دجال نکلا ہے جو احادیث میں بیان کی گئی ہیں؟

23:... کیا انہوں نے ایسے دجال کو حربہ سے قتل کیا ہے؟

24:... کیا انہوں نے اور ان کی جماعت نے یہودیوں کو قتل کیا ہے؟

25:... کیا کسی نے ان کے زمانہ میں پتھروں اور درختوں کو بولتے دیکھا ہے؟

26:... کیا انہوں نے مال ودولت کو اتنا عام کر دیا ہے کہ اب کوئی لینے والا نہیں ملتا؟ یا اور افلاس، فقر وفاقہ اور ذلت ان کے قدموں کی برکت سے دنیا میں پھیل گئے؟

27:... کیا آسمانی برکات پھلوں اور درختوں میں اس طرح ظاہر ہوئیں کہ ایک انار ایک جماعت کے لیے، ایک بکری کا دودھ ایک قبیلہ کے لیے کافی ہو جائے؟

28:... کیا انہوں نے لوگوں کے دلوں میں اتحاد واتفاق پیدا کیا یا نفاق وخلاف کی فضا ڈالی؟

29۔ کیا بغض وحسد لوگوں کے دلوں سے اٹھ گیا یا اور زیادہ ہو گیا؟

(باقی صفحہ 24 پر)

سالانہ تحفظ ختم نبوت اجتماع، ضلع صوابی

شعبہ نشرواشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کی زیرنگرانی گیارہواں سالانہ دوروزہ ختم نبوت اجتماع شاہ منصور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضورﷺ کی ختم نبوت کی برکت سے 2/نومبر بروز ہفتہ ظہر کو شروع ہو کر 3/نومبر بروز اتوار عصر کو بخیر و عافیت اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ، ثم الحمدللہ!

اجتماع کا سارا احاطہ تقریباً ڈیڑھ سو کنال زمین پر محیط تھا۔ جو کہ خانقاہ شمسیہ نقشبندیہ سے مغرب کی جانب ہے۔ ابتدائی دروازے پر پہرہ دار کھڑے اپنی ڈیوٹی بہترین انداز سے سرانجام دے رہے تھے۔ مرکزی داخلی دروازے کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن شرکاء میں ختم نبوت لٹریچر تقسیم کر رہے تھے۔ پنڈال سے باہر شعبہ لقطہ، فری میڈیکل کیمپ، شکایات سیل، شعبہ کتب اور مالی تعاون کے شعبے تھے۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی پنڈال کے شمال اور جنوب دونوں جانب کینٹین کا انتظام تھا۔ بائیں جانب مجلس ذکر، لقطہ اور دیگر شعبات میں خدمت کرنے والوں کے لیے کیمپ بنائے گئے تھے۔ مختلف شعبوں میں کم وبیش دو ہزار خدام نے حصہ لیا۔ اجتماع کے نظم کو بہتر بنانے اور شرکاء کو سہولت میسر فراہم کرنے کے لیے پہرہ، فری ڈسپنسری، لقطہ، شکایات سیل، مجمع جوڑ، پانی کی ترسیل، بجلی وجنریٹر کا انتظام سمیت تریپن شعبے قائم کیے گئے تھے۔ اس سال شعبہ نشرواشاعت میں سوشل میڈیا ٹیم کا اضافہ کیا گیا تھا۔ شعبہ نشرواشاعت کے تحت اجتماع کو فیس بک پر لائیو دکھانے کے لیے دو آئی ڈی سے دو مختلف ذمہ دار اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے تھے۔

پہلا دن:..... بروز ہفتہ 2/نومبر 2024ء:

پروگرام بعد نماز ظہر شروع ہوا۔ پروگرام کی اول تا آخر صدارت پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا شیخ اعزاز الحق صاحب نے کی۔ مفتی غنی الرحمٰن صاحب اور مفتی رسال محمد صاحب نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ ابتدائی تلاوت کی سعادت قاری انوارالحق صاحب نے حاصل کی۔ حافظ شاہ حامد صاحب اور مولوی شاہ زیب محمدی صاحب نے نعت خوانی کی۔ حضرت مولانا شیخ اعزاز الحق نے ابتدائی خطاب کیا۔ دوسرا بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع چارسدہ کے امیر مولانا پیر حزب اللہ جان صاحب کا ہوا۔ آپ نے اخلاص، تقویٰ اور عبادات کی ترغیب کے ساتھ ساتھ معاملات میں بھی احتیاط کرنے کی ترغیب دی اور اس سلسلے میں اکابر علماء کرام کی مالی معاملات میں احتیاط کے کئی واقعات بھی بیان فرمائے۔ مولانا قاری ضیاء الرحمٰن صاحب نے نماز عصر پڑھائی۔

نماز عصر کے بعد پاکستان کے مشہور نعت خوان کلیم اللہ حسانی صاحب نے ”ہر ایک مؤمن کا شیوہ ہے محمدﷺ سے وفا کرنا“ نظم پیش کیا۔ شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا شیخ حمداللہ جان صاحبؒ کے علمی جانشین اور پوتے مولانا اسداللہ جان المظہری صاحب کا خطاب ہوا۔ آپ نے اپنے مختصر اور جامع خطاب میں ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت پر گفتگو کی۔ ختم نبوت کے مشہور نعت خوان جناب واصف الرحمٰن رحیمی صاحب نے پشتو نظم اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی شان میں ایک اردو نظم پیش کی۔ جس کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔

نماز مغرب کے بعد جناب راج محمد ہمدرد صاحب نے مختصر نعت خوانی کی۔ پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب کا بیان ہوا۔ آپ نے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، حضرت عیسیٰؑ کے نزول اور آپؑ کا دجال کو قتل کرنے اور یہودیوں کے انجام پر بیان فرمایا۔ نیز آپ نے مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت، جھوٹے دعووں اور سپریم کورٹ کے مبارک ثانی کیس کی تفصیل بھی بیان کی۔ بعدازاں پیر طریقت حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی صاحب کا بیان ہوا۔ آپ نے اہل اللہ کی صحبت اختیار

کرنے، اکابرین کی صحبت کی برکتیں اور اکابر کے ادب پر خطاب فرمایا۔ آخر میں مجلس ذکر بھی کی۔

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا مفتی رسال محمد صاحب نے مرکز ختم نبوت کے لیے مالی تعاون کے سلسلے میں سامعین کو تعاون کرنے کی ترغیب دی۔ شرکاء نے اپنی استعداد کے مطابق حصہ لیا۔

جناب واصف الرحمٰن رحیمی صاحب نے ختم نبوت کے عنوان پر مشہور نظم ''ہم ختم نبوت کے ہی پرچار کریں گے'' پیش کیا۔

اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے صدر مفتی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام قادر نعمانی صاحب کا بیان ہوا۔ آپ نے علامات قیامت، فتنوں کی آمد اور اس سے حفاظت پر مفصل بیان فرمایا۔ نیز آپ نے باطن کی اصلاحی پر بھی مفصل گفتگو فرمائی اور لوگوں کو اپنے بزرگوں سے وابستگی اور ختم نبوت اور دینی اجتماعات میں شرکت کی بھرپور ترغیب دی۔ سراج الامین فاروقی صاحب نے نعت خوانی کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ کے امیر حضرت مولانا قاری محمد اسلام صاحب نے ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت اور قادیانیوں سے بائیکاٹ پر خطاب کیا۔ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا قاری اکرام الحق صاحب کا بیان ہوا۔ آپ نے قادیانی سازشوں کے حوالے سے اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کیا کہ اب قادیانی نوجوانوں کو نوکری کے بہانے لے جا کر ان کی آئی ڈیز اپنے کمپیوٹر کے ساتھ ملا کر ان سے گستاخانہ مواد شیئر کرتے ہیں۔ آپ نے سیاسی علماء کرام کی جدوجہد بیان کر کے ان پر اعتراضات کے جوابات دیئے۔

مناظر احناف حضرت مولانا مفتی محمد ندیم المحمودی نے عقیدہ ختم نبوت، رسول اکرم ﷺ کے عہد میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح نامی عورت اور طلیحہ اسدی کے حالات بیان کیے۔ نیز دورِ حاضر کے خطرناک فتنے منیر شاکر کے نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے حوالے سے ان کی کئی ویڈیو کلپ کے تسلی بخش جوابات دے کر نوجوانوں کو ان سے بچنے کی تلقین کی اور بتایا کہ وہ پچاس ساٹھ عقائد کا نہ صرف انکار کرتا ہے بلکہ ان کا مذاق بھی اڑاتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے امیر پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا شیخ اعزاز الحق صاحب نے آج کی نشست کی اختتامی دعا فرمائی۔ پھر نماز عشاء ادا کی گئی۔ سونے کے آداب بیان کر کے کل صبح کی نماز اور درس قرآن کا اعلان کیا گیا۔ رات گزارنے والے شرکاء پنڈال میں سونے کی تیاری کرنے لگے اور جو جانے والے تھے وہ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ فالحمدللہ۔

دوسرا دن:....اتوار 3 نومبر 2024ء:

آج اجتماع کا دوسرا دن تھا۔ اذان فجر کے بعد مولانا حافظ فضل منان درویش صاحب نے مجلس ذکر منعقد کی۔ نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا مفتی فدا محمد صاحب نے سورۃ المومنون کے پہلے رکوع پر درس قرآن دیا۔ جس کے بعد ناشتے کا وقفہ ہوا۔

ساڑھے آٹھ بجے قاری محمد ریاض المدنی صاحب کی تلاوت سے آج کی نشست کا آغاز ہوا۔ جناب قاری محمد صابر آف مانکی صوابی نے نعت خوانی کی۔ صوبائی مبلغ مولانا مفتی صابر شاہ حقانی صاحب نے ختم نبوت کے کام کی ترتیب اور اہمیت پر مختصر خطاب فرمایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور اور مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صاحب کا خطاب ہوا۔ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت بیان فرمایا اور مرزا قادیانی کے دعوؤں کو بیان کر کے ان کے کذب و افتراء اور دجل کو سامعین کے سامنے واضح کیا۔ جناب راج محمد ہمدرد صاحب نے نعت خوانی کی۔

بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا بیان ہوا۔ آپ نے ختم نبوت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ حیات عیسیٰؑ پر اپنے مخصوص انداز سے مدلل خطاب فرمایا۔ حضرت عیسیٰؑ کے رفع و نزول پر قادیانیوں اور عصر حاضر کے دیگر منکرین کے نقلی اور عقلی اعتراضات کے جوابات دیئے اور سامعین کو ان فتنہ پرور لوگوں سے دور رہنے اور انٹرنیٹ پر ان کے بیانات نہ سننے کی تلقین کی۔ آپ نے حضور ﷺ کی پیش گوئیوں کی حقانیت اور مرزا قادیانی کے دجل پر سیر حاصل گفتگو کی۔ جناب کلیم اللہ حسانی کی نعت کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف شاہ صاحب کا مختصر خطاب ہوا۔ آپ نے کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی اور مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دیگر اکابرین علماء دیوبند کی قربانیوں کو ذکر فرمایا اور دارالعلوم حقانیہ کی 1957 کی دستار بندی کا چشم دید تحفظ ختم نبوت کا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے سرپرست نمونہ اسلاف شیخ القرآن حضرت مولانا

نورالہادی المعروف صاحب حق صاحب نے استقامت اختیار کرنے، قادیانی دجل سے خودکو بچانے اور ختم نبوت کے کام میں اپنا حصہ ڈالنے کی ترغیب دی۔کلیم اللہ حسانی صاحب نے’’وہ شہر محبت جہاں مصطفیٰ ہیں، وہیں گھر بنانے کو دل چاہتا ہے‘‘نظم پیش کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی صاحب کا خطاب ہوا۔آپ نے ختم نبوت کی اہمیت اور امتِ محمدیہ کے مقام و مرتبہ پر مدلل بیان فرمایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کو اپنا قبل اعلانِ نبوت عمر بطور نمونہ پیش کرنا، اور جنگ بدر میں مسلمانوں کے لیے دعا، اور تمام انبیاء کرامؑ کی شریعتوں میں بنیادی عقائد میں موافقت پر بیان فرمایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سرگودھا کے امیر حضرت مولانا نورمحمد ہزاروی صاحب کا خطاب ہوا۔آپ نے بنیادی عقائدعقیدۂ توحید، رسالت اور حیات عیسیٰؑ بیان کرکے لوگوں سے کہلائے۔آپ نے حضرت عیسیٰؑ کی حیات اوررفع ونزول پر قادیانیوں کے اعتراضات کے نقلی اور عقلی جوابات دیے اوراپنے ساتھ قادیانیوں کے اس موضوع پر بحث کے دوران قادیانیوں کے سوالات اوران کے جوابات بتائے۔پھر نمازظہر کا وقفہ ہوا۔

نمازظہر کے بعد جناب قاری محمد صابر مانکی صوابی نے تلاوت اورنعت شریف پیش کی۔پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب کا بیان ہوا۔آپ نے پاکستان بننے سے پہلے برصغیر میں مسلمانوں کی عقائد کے خلاف انگریزوں کی سازشوں کو بیان کرکے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی قربانیوں اوراستقامت پر بیان فرمایا۔ اورمیلہ خداشناسی کا مناظرہ تفصیل سے بیان کیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر اکابر علماء کرام کی بیعت، حضرت شاہ انورشاہ کشمیریؒ کی اپنی شاگردوں کووصیت اورآپؒ کے شاگردوں کی قربانیوں کوسراہا۔

آپ کے بعد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ انوارالحق صاحب کا بیان ہوا۔آپ نے ختم نبوت کے لیے اکابر علماء کرام کی قربانیوں کوسراہا اورامیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ صاحب کے ساتھ ملاقات کا چشم دید واقعہ بیان کیا۔شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد مخلص صاحب کا مختصر خطاب ہوا۔مفتی رسال محمد صاحب نے مرکزختم نبوت ضلع صوابی کے اکیس کنال زمین کی خریداری اوراس کے لیے مالی تعاون اور قرضہ کے حوالے سے تفصیل سامعین کے سامنے رکھ کر تعاون کی اپیل کی۔آخر میں حضرت مولانا شیخ اعزازالحق صاحب نے اختتامی کلمات ادا کرکے رقت آمیز دعافرمائی۔دعاکے وقت پنڈال کے علاوہ وضوخانوں کے احاطہ میں بھی تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔لاکھوں کا مجمع تھا۔لوگ باہر سڑکوں پر کھڑے دعامیں شرکت کے لیے آئے تھے۔دعا کے بعد نمازعصرادا کی گئی۔مفتی غنی الرحمٰن صاحب نے واپسی کی ترتیب بیان کی۔جس کے مطابق پہلے پیدل حضرات اور پھر گاڑیوں والے واپس روانہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ تمام کارکنوں اورخادمین کی سعی کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول فرمائے۔تمام شرکاء کی حاضری قبول فرمائے، جب تک جان میں جان ہو دین پر استقامت اور ختم نبوت و ناموس رسالت کی حفاظت کی توفیق عطافرمائے۔عافیت والی زندگی، ایمان کے ساتھ موت، قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت، حشر میں شفاعت اور جنت میں رفاقت نصیب فرمائے۔آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔☆☆

بقیہ:....35 سوالات

30۔کیا بچھوسانپ وغیرہ کا زہر بےکار ہوگیا؟

31۔کیا مرزا قادیانی کوحج یا عمرہ دونوں کرنا نصیب ہوا ہے؟

32۔کیا مرزا قادیانی کبھی مسلمانوں کو لےکرکوہ طور پرتشریف لے گئے ہیں؟

33۔کیا ان کے زمانہ میں یاجوج ماجوج نکلے ہیں؟ کیا ان کے مُردوں سے تمام زمین آلودہ نجاست وبدبو ہوئی اورمرزا قادیانی کی دعاسے بارش نے اس کودھویا ہے؟

34۔کیا مرزا قادیانی نے کسی مقعدنامی آدمی کوخلیفہ بنایا ہے؟

35۔کیا مرزا قادیانی کومدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی؟‘‘

الغرض مسیح علیہ السلام کے حالات ونشانات کا مکمل نقشہ بحوالہ قرآن وحدیث آپ کے سامنے ہیں۔آنکھیں کھول کرایک ایک نشان اورایک ایک علامات کومرزا قادیانی میں تلاش کیجئے؟ کیا کوئی ایک بھی نشانی مسیح موعودعلیہ السلام کی مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے؟☆☆

میرے بڑے بھائی

قاضی امتیاز احمد مرحوم

مولانا قاضی احسان احمد

رب کریم کی بے پناہ عنایات میں سے ایک اہم ترین متاع اولاد کی نعمت ہے، جو انسان کی زندگیوں میں خوشیاں لانے کا باعث اور راحت کا ذریعہ بنتی ہے۔

حاجی فتح محمد کے گھر محمد شفیع پیدا ہوا اور محمد شفیع کے گھر فیض احمد نے جنم لیا، یوں ہندوستان سے چلنے والا کارواں، خانقاہ حق وصداقت کا دم بھرنے والے، شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی درگاہ عالیہ کے خدام، پاکستان بننے کے بعد سرہند کو خیرباد کہہ کر لٹے پٹے قافلہ کے ہمراہ پاکستان میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سرزمین پر آباد ہوئے۔

والد گرامی قاضی فیض احمد پر اللہ کریم کا خاص فضل وکرم ہر دور میں رہا، چمن فیض سے سیراب ہونے کے لئے آشیانہ بلقیس میں پانچ پھول اور چھ کلیاں کھِلیں۔

وقت نے انگڑائی لی، ایک پھول غالباً ۱۹۶۶ء میں ۲ سال ۳ ماہ کی عمر میں مرجھا گیا، جب چمن فیض میں کھلنے والا پھول افتخار احمد اپنی زندگی کی بازی ہار گیا اور معمولی علالت کے بعد جان جانِ آفریں کے سپرد کر گیا:

یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا
کھِلا ضرور مگر کھل کر مسکرا نہ سکا

آج ۱۶ ستمبر ۲۰۲۴ء کی شب گلشن فیض کا ایک اور پھول قاضی امتیاز احمد بھی مرجھا گیا، جو ۱۹۶۱ء میں کھِلا، یوں مسنون عمر ۶۳ سال پائی اور چل بسے۔

قاضی امتیاز احمد مرحوم پر بہت چھوٹی عمر میں ذمہ داریاں آن پڑیں، تمام امورِ خانہ میں والد گرامی کے ہمنوا رہے، ابتدائی دینی ودنیاوی تعلیم اپنے آبائی شہر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں حاصل کی، ناظرہ قرآن کریم، اسکول وکالج بی اے تک تعلیم حاصل کی، سرکاری نوکری کرنے کی خواہش تھی مگر والد گرامی کے ساتھ کاروبار میں لگ گئے، پھر آخر عمر تک غلہ منڈی کے کاروبار میں مصروف رہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ڈپٹی جنرل سیکریٹری رہے۔ ممبر مارکیٹ کمیٹی غلہ منڈی ٹوبہ، سینئر ممبر ڈسٹرکٹ ٹی بی ہسپتال ٹوبہ، چیئرمین الیکشن کمیشن گرین مارکیٹ ٹوبہ، خزانچی جامع مسجد بلال غلہ منڈی ٹوبہ رہے اور محلہ اقبال نگر کی جامع مسجد قاسمیہ میں بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

خدمت کے جذبہ سے ہمہ وقت سرشار رہتے، بیعت کا تعلق حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے تھا، خانقاہ سراجیہ کندیاں سفر پر جانا معمول کی بات تھی، حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمدؒ ہمارے گھر اکثر تشریف لاتے۔ خواجہ صاحبؒ کیا تشریف لاتے بہاریں ڈیرہ ڈال دیتیں، پھول کھل جاتے، چاند نکل آتا، بس عید کی خوشی کا سماں ہوتا تھا۔ تمام افراد خانہ مکمل طور پر خدمت میں پیش پیش ہوتے اور قاضی امتیاز احمد مرحوم ان کی قیادت میں نظر آتے۔

ہماری پرورش جہاں والدین نے کی وہاں ایک خاص حصہ برادر مکرم کا بھی ہے، اسکول کے زمانہ میں جب کبھی چھٹی کرنے کا سوچا تو بھائی صاحب نے لفظ چھٹی کی بھی چھٹی کروادی، ہمیں چھٹی تو کیا ملنی ہوتی۔

اللہ کریم نے راقم الحروف کو میٹرک تک اسکول پڑھنے اور پھر مدرسہ میں علوم عالیہ سے سرفراز ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ میرے والد گرامی کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے دیرینہ تعلق تھا، ہمارے غلہ منڈی کی جامع مسجد بلال کے امام وخطیب، بے باک وجری شخصیت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل اور کچھ عرصہ استاذ بھی رہے، بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان مرکز میں ناظم دفتر بھی رہے، شیخ بنوریؒ کے حکم پر ٹوبہ جامع مسجد بلال میں زندگی گزار دی اور خوب گزاری۔ ان کی رائے مبارک جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ کی تھی، چنانچہ والد گرامی کے حکم پر بھائی قاضی امتیاز احمدؒ، مولانا محمد عبداللہؒ کے ہمراہ بندہ راقم درجہ اولیٰ میں داخلہ کے لئے جامعہ حاضر ہوا۔ باوجود اس بات کے کہ مولانا عبداللہ جامعہ کے فاضل، امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، اور شہید ناموس رسالت، وکیل ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے والد مرحوم کا گہرا تعلق، کسی سے کوئی رابطہ نہیں کیا، یہ میرے والد مرحوم کا مزاج اور ذوق

تھا، وہ فرماتے تھے کہ: ”میں اپنی اولاد کی سفارش نہیں کروں گا۔“ اور الحمدللہ! ہم نے بھی کبھی سفارش کا موقع نہیں دیا تھا، چنانچہ داخلہ کا مرحلہ آیا، قدیم دارالحدیث میں نئے داخلہ لینے والوں کا امتحان اور ٹیسٹ، ابتدائی ضروری جائزہ سے گزرنا پڑتا تھا، چنانچہ میں اٹھا اور جائزہ لینے کے لئے گیا تو کیا دیکھا کہ ایک بہت ہی بارعب، لحیم شحیم، قدآور مولانا صاحب تشریف فرما ہیں، بالکل یوں جیسے شیر کے سامنے چوزے ہوں، یہ منظر نظر آیا۔ میں انہی قدموں واپس بھائی کے پاس آیا اور کہا کہ وہاں تو ایک بہت قوی جسم، طویل قامت مولوی صاحب بیٹھے ہیں، مجھے تو ڈر لگ رہا ہے ان سے اور پھر وہ امتحان بھی لے رہے ہیں۔ سبحان اللہ! قربان جاؤں بھائی قاضی امتیاز احمدؒ پر، ایسا قیمتی، پُراعتماد، بےفکر کر دینے والا جواب دیا، فرمانے لگے: لو یہ کیا بات ہوئی، اس میں ڈرنے والی کون سی بات ہے، مولانا صاحب کے سامنے جا کر بیٹھ جاؤ، جو کچھ آپ سے سنیں، آتا ہو تو سنا دینا، نہیں تو ان سے بہت ادب سے کہنا: حضرت! اگر مجھے آتا ہوتا تو یہاں کیا کرنے آتا؟ سیکھنے آیا ہوں، آپ سکھائیں، تو آپ کو کیا بتاؤں، آج جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں تو وہ سارا منظر اور اس کا مزہ اس وقت بھی محسوس کر رہا ہوں، چنانچہ میں شیر کی رفتار سے گیا اور مولانا صاحب کے سامنے جا کر بیٹھ گیا، آج جو کچھ ہوں یہ سب قاضی امتیاز احمدؒ کا صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ کریم ان کی تربت پر کرم کی بارش نازل فرمائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی، مجلس کے متعلق ہلکا اور کمزور جملہ بھی برداشت نہیں ہوتا تھا۔ رب کریم کے فضل و احسان سے جب سے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جماعت کی طرف سے مبلغ کا تعین ہوا، ان کے قیام و طعام اور دیگر ضروری امور کا خیال رکھنا اپنی ذمہ داری اور فرائض میں سمجھتے تھے، مبلغ کی رہائش دکان کے بالا خانہ پر ہوتی۔ چنانچہ مولانا خبیب احمد مرحوم اور کچھ عرصہ کے لئے مولانا عبدالحکیم نعمانی اور اب مولانا ارشاد احمد سے، بہت گہرا اور محبت والا تعلق رہا۔

ایک مرتبہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس تھی، ایک خطیب صاحب تشریف لائے، بیان کیا، پروگرام ختم ہوا، ہمارے گھر ضیافت کا نظم تھا، چنانچہ مہمان تشریف لائے، ساتھ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ بھی تھے، کھانا تناول کرنے سے پہلے مولانا صاحب سے مخاطب ہوئے اور بھائی قاضی امتیاز احمدؒ بھی تشریف فرما تھے، کہنے لگے: ”یہاں ختم نبوت کے کام کے حوالہ سے تنظیم سازی اور رکن سازی کریں؟“ ابھی مولانا عبداللہ یا کسی اور صاحب مجلس نے جواب نہیں دیا، بھائی قاضی امتیاز احمدؒ فرمانے لگے: ”حضرت جی! آپ نے بیان بہت عمدہ کیا، مزہ آ گیا، اب کھانا تناول کریں اور تشریف لے جائیں، یہاں تشکیل کی بات نہ کریں، یہاں پر ایک جماعت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ کی کام کر رہی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری جماعت کی نہ ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔“ اس قدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے محبت تھی، رب کریم اس محبت کو ان کی مغفرت کا کامل ذریعہ بنا دیں۔

پہلی مرتبہ جب چلّے کے لئے تبلیغی جماعت میں گئے تو پھر اس کے بعد رائے ونڈ جانا، مقامی کام میں جڑنا، مرکز جانا معمول بن گیا، جماعتوں کی نصرت، ان کی خدمت میں سب سے پیش پیش نظر آتے۔

چناب نگر کانفرنس پر والد صاحبؒ بہت تیاری اور دلجمعی سے تشریف لے جاتے اور ساتھ میں بھائی امتیاز احمد خادم ہوتے۔ صحت کے زمانہ میں بدھ کی شام کو چناب نگر مدرسہ عربیہ مسلم کالونی مع ساز و سامان خور و نوش پہنچ جاتے اور حضرت اقدس شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمدؒ کی خدمت پر مامور ہوتے، نام تو حضرت اقدسؒ کا ہوتا مگر اس خاص باورچی خانہ سے بہت سے خاص مہمانانِ گرامی کا بھی اکرام ہوتا، اکثر مبلغین کھانا، چائے دیگر ضروریات کی تکمیل کرتے اور کام میں لگے رہتے، بلکہ جن مبلغین سے تعلق زیادہ تھا ان کو خود بلاتے اور جو آ جاتے ان سب کا خوب اکرام کرتے۔

اکابرین، علماء کرام، طلبا کراچی سے پنجاب کا سفر کرتے یا کراچی کی طرف واپس تشریف لا رہے ہوتے تو ان سے ان مہمانوں کے اکرام کی بابت رابطہ کرتا تو بہت ہی تیاری کے ساتھ اسٹیشن حسب موسم اکرام لے کر پہنچ جاتے اور اسٹیشن پر پہنچ کر اطلاع دیتے، اسٹیشن آ گیا ہوں، مہمانانِ ذی وقار سے ملاقات کرنے اور سامانِ اکل و شرب پیش کرنے کے بعد پھر کال کرتے: ”الحمدللہ! ملاقات ہو گئی، احباب کو سامان دے دیا، اللہ تعالیٰ خیریت سے لے جائے، دعا کرو اللہ یہ خدمت قبول کرے۔“ اگر کبھی میری طرف سے سستی ہوئی، میں نے مولانا خبیب احمد یا کسی اور کو کہا تو مجھے کہتے: ایسے نہ کرو، یہ خدمت ہماری ہے اور ہماری ہی رہے گی، یہ سعادت ہے، یہ مہمان ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں، شمع رسالت پر فدا ہیں، یہ بخشش کا کامل ذریعہ ہیں، سبحان اللہ!

حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحبؒ ملک عزیز ہی نہیں، بلکہ عالم اسلام کی ایک مایہ ناز عظیم شخصیت تھے، جنہیں رب کریم نے ظاہری اور باطنی خوبیوں سے سرفراز کیا تھا، ان کی مجلس بھی بقعۂ نور ہوا

کرتی تھی۔ ان کا ہمارے گھرانے کے ساتھ بہت پیار ومحبت اور نیاز مندانہ تعلق تھا، وہ میرے والد گرامی کو اباجی کہا کرتے تھے، انسیت پہلے سے موجود تھی، اب رہبر کی بھی ضرورت پڑ گئی، جب حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اس دنیا سے کوچ کر گئے تو یہ محبت دو چند ہوگئی، حضرتؒ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ عبیدیہ کے جلسہ عام پر علماء ومہمانانِ گرامی کی خدمت کی ڈیوٹی قبول کی اور آخری وقت تک اس کو جاری رکھا اور خوب انداز میں جاری رکھا، جسے آج بھی متوسلین عبیدیہ یاد کرتے ہیں۔

بھائی تو بھائیوں کے بازو ہوتے ہیں، تو یہ بازو نہیں، دل تھے، والد گرامی کے وصال کے بعد خلا تو پیدا ہوا مگر ان کی کمی کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور میرے خیال میں بلکہ یقینی حد تک اس کوشش میں خوب کامیاب رہے، ہمارے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھا، سب کچھ اپنے ذمہ لے رکھا تھا، ہم گھر مہمانوں کی طرح آتے، کھاتے، پیتے، سوتے، جاگتے اور واپس اپنے آشیانوں کی طرف رختِ سفر باندھ لیتے۔ مولیٰ کریم ان کی تمام حسنات کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

شب وروز، شام وسحر، روٹین میں گزر رہے تھے، نشیب وفراز دنیا کی زندگی کا حصہ ہے، کبھی بیماری، کبھی صحت، کبھی نرم، کبھی گرم، یہ تو چلتا رہتا تھا، مگر یوں اچانک بچھڑ جانا ابھی تک سمجھ نہیں آتا بلکہ آج پورے دو ماہ بعد قلم اٹھانے کے قابل ہوا، اب تک یقین ہی نہیں آتا، یوں لگتا ہے ابھی دکان سے آنے والے ہیں، ابھی نماز پڑھ رہے ہیں، بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔

بچے گھر کو واپسی کا وقت آن پہنچا، نماز عشاء ادا کی، معمولات پورے کئے، ماحضر تناول کیا، اہل خانہ سے بات چیت رہی، کوئی تشویش کی بات نہیں تھی، سب معمول کے مطابق اپنی اپنی خواب گاہ کی طرف رواں دواں ہو لئے، بھائی صاحب نے تسبیح ہاتھ میں لی اور لیٹ گئے، کوئی رات کے دو بجے اچانک طبیعت خراب ہوئی، آناً فاناً پلک جھپکتے ہوئے چند منٹوں میں ہاتھ سے نکل گئے۔

فوراً بھائی قاضی انوار احمد، میرے بہت ہی پیارے ہونہار بھتیجے حافظ عمران احمد پہنچے، ایمبولینس آ گئی، مگر اس وقت تک روح پرواز کر چکی تھی، یوں چمن فیض میں ۱۹۶۱ء میں کھلنے والا پھول ۱۶؍ ستمبر ۲۰۲۴ء کو مرجھا گیا۔

مطمئن ہوں کہ یاد رکھے گی مجھے دنیا
میرے گھر کے در و دیوار مجھے سوچیں گے
جب بھی اس شہر کی تاریخ وفا لکھے گی
وسعتِ دشت مجھے آبلہ پا لکھے گی
میرا ماتم اس چپ چاپ فضا میں ہوگا
میرا نوحہ انہیں گلیوں کی ہوا لکھے گی

بندہ حسبِ معمول کراچی تھا، تقریباً تین بجے اطلاع ملی، پانچ بجے سفر شروع کیا بعد نماز عصر آبائی گاؤں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں نماز جنازہ تھی، چنانچہ بعد از نماز ظہر گھر پہنچ گیا۔

چمن فیض ایک مرتبہ پھر افسردہ نظر آنے لگا، گھر کے باہر رشتہ دار، دوست احباب، ملنے والے، محبت وعقیدت کے پھول نچھاور کر رہے تھے، جانے والے کے کارناموں کو یاد کر کے داد تحسین دے رہے تھے، ہر ایک کا اندازِ محبت جدا ہوتا ہے، عقیدت کے دھارے اور عشق کی حدود نہیں ہوا کرتیں۔

بس گھر کے آخری بستر آرام پر سکون سے خاموش لیٹا امتیاز احمد مرحوم بند آنکھوں دبے لبوں سے خدا حافظ کہہ چکا تھا، راقم کمرے میں داخل ہوا بہنیں، بچے دیگر رشتہ دار بالکل سنت کے مطابق غم کا اظہار کر رہے تھے، تسبیحات، درود شریف، تلاوت کا عجیب نورانی ماحول تھا، جانے والے کو جس چیز کی ضرورت ہوئے وہ دی جائے تو خوش ہوتا ہے۔

اطمینان کی نظر سے جی بھر کے اپنے محسن، مربی، مشفق، سائبان پر نظر ڈالی، ضبط کے باوجود آنسو چھلک کر رخسار پر آ گئے، اپنے آپ کو سنبھالا، دعا کی اور نماز کی تیاری شروع کی۔ یہ آخری نماز گاہ ”جنازہ گاہ“ ہے، یہاں کے بعد پھر نماز نہیں، میت لا کر رکھی گئی، یارانِ وفا نے اپنے باوفا دوست کا آخری دیدار کیا اور ایک مرتبہ پھر اپنے اپنے انداز میں دادِ عشق ووفا کا اظہار کیا۔

خانقاہ عالیہ نقشبندیہ کندیاں کے چشم و چراغ، پیرو مرشد، ولی کامل حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کمال شفقت فرمائی، اپنی اہم مصروفیت کو مؤخر کر کے تشریف لائے، نماز جنازہ پڑھائی۔

آیئے قاضی امتیاز احمد صاحب! یہ آپ کی دنیاوی آخری آرام گاہ ہے، آرام سے سکون سے سو جائیں، قبلہ رخ ہو کر سونا مسنون ہے، لہٰذا چہرہ قبلہ کی طرف کیا اور پاؤں کی جانب کھڑے ہو کر آخری الوداعی کلمات تلاوت کلام پاک کی صورت میں حضرت مولانا سیّد مفتی نعمان احمد عباسی اور حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے پیش کئے، راقم نے بہتی آنکھوں، سسکتی آہوں سے اپنے بھائی کو دعا دی اور رب کی امانت رب کے حوالہ کر دی۔

یا اللہ! تمام خیر کے کاموں کی برکت سے میرے بھائی کی مغفرت فرما، اس کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما، آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین۔ ☆

مطبوعات ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	رعایتی قیمت
1	محاسبہ قادیانیت: جلد نمبر 01 تا 33	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	13200
2	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	حضرت مولانا پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	600
3	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
4	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	600
5	خاتم النبیین ﷺ	حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ/حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	350
6	تحریک ختم نبوت (10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
7	مقدمہ مرزائیہ بہاولپور (3 جلدیں)	جج محمد اکبر خان صاحب	1000
8	قومی اسمبلی میں بحث پر مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
9	مجموعہ رسائل ردقادیانیت جلد اول	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
10	مجموعہ رسائل ردقادیانیت جلد دوم	رسائل اکابرین	350
11	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
12	قادیانی شبہات اوران کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
13	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	700
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
16	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
17	فتنہ گوہر شاہی	مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ/مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب	200
18	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب/مولانا قاضی احسان احمد صاحب	250
19	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	250
20	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350
23	ختم نبوت ڈائری 2025ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	350
24	ختم نبوت کلینڈر 2025ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	150

نوٹ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔